عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۴ | ۱۷تا۲۳شعبان المعظم ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۶تا۲۲فروری ۲۰۲۵ء | شمارہ: ۷

تلمیذ شیخ الہند

مولانا عبیداللہ سندھیؒ

حماس اسرائیل امن معاہدہ

فتنۂ دجال حفاظت کی تدابیر

www.khatm-e-nubuwwat.info
www.khatm-e-nubuwwat.org
www.amtkn.com
Email.editorkn@yahoo.com

حق مہر ادا کرنا شوہر کے ذمہ واجب ہوتا ہے

س:......طویل ہونے کی وجہ سے سوال حذف کردیا گیا۔

ج:......واضح رہے کہ بیوی کا حق مہر ادا کرنا شوہر کے ذمہ واجب ہوتا ہے اور جب تک وہ ادا نہ کردے، اس کے ذمہ قرض رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر اس کا انتقال ہوجائے تو ترکہ کی تقسیم سے پہلے میت کا قرض ادا کرنا ضروری ہوتا ہے، اس میں سے بیوی کا مہر اگر ذمہ ہو تو وہ بھی ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس کے بعد ورثاء میں ترکہ کو تقسیم کیا جاتا ہے۔ لہٰذا صورت مسؤلہ میں آپ کی والدہ نے محمد مسکین کو جو دو گرام سونا دیا اور باقی اس نے اپنے پاس سے مکمل کرکے ایک تولہ سونا اپنی بیوی کا حق مہر ادا کردیا تو یہ درست ہوا، اب اس کے لئے والدہ کے ترکہ میں سے مہر کی رقم کا مطالبہ کرنا درست نہیں۔ کیونکہ والدین اگر اولاد کو زندگی میں کچھ دیں تو یہ ان کا احسان ہوتا ہے، لیکن اولاد کو یہ حق نہیں ہوتا کہ وہ زبردستی اُن سے کسی قسم کے احسان کا مطالبہ کریں یا ان سے وصول کریں۔ باقی آپ کی والدہ نے صالحین کی بیوی کو حق مہر میں جو اپنے مکان کا ایک کمرہ علیحدہ کر کے دے دیا تھا اور اس کا قبضہ بھی دے دیا تھا، جس پر سب نے رضامندی کا اظہار بھی کیا تھا تو اس کمرہ کی جگہ اب صالحین کی بیوی کی ملکیت ہے، اس کو مرحومہ کے ترکہ میں شامل نہیں کیا جائے گا اور کسی وارث کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ باقی کی رقم صالحین کے ذمہ اپنی بیوی کو ادا کرنا لازم ہے۔

کیکڑے کھانا یا اُس کا سوپ پینا جائز نہیں ہے؟

س:.... کیا کیکڑے کھانا یا اس کا سوپ پینا جائز نہیں ہے؟ مجھے یہ بہت پسند ہے اور میں کھایا کرتا تھا، لیکن مجھے پتا نہیں تھا کہ یہ ناجائز ہے۔ آپ اس کی وضاحت فرمادیں، کیا واقعی یہ ناجائز ہے؟

ج:... ائمہ احناف کے نزدیک سمندری جانوروں میں سے صرف مچھلی کھانا ہی حلال ہے اور کوئی چیز نہیں۔

کیکڑا مچھلی نہیں نہ ہی مچھلی کی کسی قسم میں شامل ہے، بلکہ اس کا شمار دریائی کیڑوں میں ہوتا ہے اور کیڑے مکوڑے کھانا بھی جائز نہیں۔ اس لئے کیکڑا کھانا یا اس کا سوپ پینا مکروہ تحریمی ہے، یعنی ناجائز ہے۔

جیسا کہ قرآن عظیم میں فرمایا:

”وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَآئِثَ۔“ (الاعراف:۱۵۷)

اسی طرح حدیث کی کتاب بدائع الصنائع میں ہے:

”والضفدع والسرطان والحية ونحوه من الخبائث۔“ (بدائع الصنائع ص:۳۵،ج:۵)

والله اعلم بالصواب

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۴ ۱۷ تا ۲۳ شعبان المعظم ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ فروری ۲۰۲۵ء شمارہ: ۷

سرپرست

حضرت مولانا حافظ محمد ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مضمون	صفحہ	مصنف
حماس، اسرائیل: امن معاہدہ	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
فتنۂ دجال سے حفاظت کی تدابیر	۸	مولانا نعمت اللہ اعظمی
عالمی تبلیغی جماعت... مختصر تعارف (۳)	۱۲	مولانا محمد منظور نعمانیؒ لکھنؤ
حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کا واقعہ	۱۷	جناب جمیل مہدی صاحب
ختم نبوت تربیتی نشست، لیاری	۱۹	رپورٹ: مولانا محمد کلیم اللہ نعمان
دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۱	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
17 قادیانیوں کا قبول اسلام	۲۷	رپورٹ: مولانا ظفر اللہ سندھی

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۷۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِنبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ   ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۱۱۳   فصل:.... ۳ ہجری کے سرایا

۶۶:.... اسی سال غزوۂ حمراء الاسد میں صحابہؓ نے دو کافروں کو گرفتار کیا، معاویہ بن مغیرہ بن اُمیہ اور ابوعزہ شاعر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے دونوں تہ تیغ کئے گئے۔ پہلے یہ تفصیل گزر چکی ہے کہ ابوعزہ جنگِ بدر میں قید ہوا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرط پر اسے رہا کر دیا تھا کہ وہ آئندہ کفار کی مدد کو نہیں آئے گا، مگر اس نے عہد شکنی کی اور غزوۂ حمراء الاسد میں دوبارہ کفار کی فوج میں آیا، اس لئے اس کے قتل کا حکم فرمایا۔

فصل:.... ۴ ہجری کے واقعات

۱:.... اس سال غزوۂ بنی نضیر کے ایام میں حق تعالیٰ شانہٗ نے ان کے حق میں سورۂ حشر ابتدائے سورہ سے ’’وَذٰلِکَ جَزٰٓءُ الظّٰلِمِیْنَ‘‘ تک نازل فرمائی۔

۲:.... اسی سال غزوۂ بنی نضیر ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور جلانے کا حکم فرمایا اور اس بارے میں حق تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا: ’’مَاقَطَعْتُمْ مِّنْ لِّیْنَۃٍ اَوْ تَرَکْتُمُوْھَا قَآئِمَۃً‘‘ الآیۃ۔ (الحشر:۵)

۳:.... اسی سال میں غزوہ سے فراغت کے بعد بنونضیر کو ان کے گھر بار سے جلاوطن کیا گیا، جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد میں ذکر فرمایا ہے: ’’وَلَوْلَآ اَنْ کَتَبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمُ الْجَلَآءَ‘‘ الآیۃ۔ (الحشر:۳)

۴:.... اسی سال غزوۂ مذکورہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنونضیر کے اموال اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور ’’فیٔ‘‘ عطا فرمائے، چنانچہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے مِلک تھے، صحابہ کرامؓ کا اس میں حق نہیں تھا، (اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب انہیں حضرات پر حسب صوابدید تقسیم فرمادیئے) حق تعالیٰ کا مندرجہ ذیل ارشاد اسی بارے میں نازل ہوا: ’’وَمَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْھُمْ‘‘ الآیۃ۔ (الحشر:۷)

۵:.... اسی سال غزوۂ بنی نضیر کے ایام میں رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبیّ ابنِ سلول نے بنی نضیر کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کرتے ہوئے کہا: ’’اگر تم کو نکالا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے اور ہم تمہارے معاملے میں کسی کی بات نہیں مانیں گے، اور اگر تم سے لڑائی کی گئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔‘‘ اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: ’’اور اللہ گواہ ہے کہ یہ قطعاً جھوٹ کہتے ہیں، اگر ان کو نکالا گیا تو یہ ان کے ساتھ کبھی نہیں نکلیں گے...... الخ۔‘‘ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

حماس، اسرائیل: امن معاہدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

ایمان، اخلاص، اتحاد اور استقامت ایسے اساسی اور بنیادی اصول ہیں کہ جن پر عمل پیرا ہونے میں کسی بھی قوم اور کسی بھی خطہ کی آزادی اور کامیابی وکامرانی جلد یا بدیر ضرور ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ چاہے حالات اس قوم اور خطہ کے موافق ہوں یا ناموافق۔

اہل فلسطین اسرائیل کے غاصبانہ قبضے اور تسلط کے دن ہی سے جبر، ظلم اور فسطائیت کی چکّی میں پستے آرہے ہیں۔ ۷/ اکتوبر ۲۰۲۳ء کو حماس نے ’’تنگ آمد بجنگ آمد‘‘ کے مصداق اسی جبر، ظلم اور فسطائیت کے خاتمہ کے لیے ایک مؤثر جوابی اقدام کیا، جس کے نتیجے میں اسرائیل کے نوے سے زیادہ فوجی اور غیر فوجی لوگوں کو اس لیے حماس نے یرغمال بنایا تاکہ فلسطینی جن میں مرد، عورت اور بچے شامل ہیں، بغیر کسی قصور اور گناہ کے اسرائیل کی قید میں ہیں، ان کو رہا کرایا جائے۔ بجائے اس کے کہ اسرائیل ۷/ اکتوبر کے اس راست اقدام کے متصل بعد ہی اس مطالبہ کو مان لیتا، الٹا اس نے مظلوم فلسطینی عوام پر بم اور بارود کی آگ برسانا شروع کردی، جس میں محتاط اندازے کے مطابق سینتالیس ہزار سے زیادہ افراد شہید، ایک لاکھ سے زیادہ زخمی اور لاکھوں لوگ نقل مکانی پر مجبور ہوئے۔ غزہ کی پوری آبادی کے گھروں اور بلڈنگوں کو بم باری کرکے اور بارود برسا کر کھنڈرات میں تبدیل اور تباہ وبرباد کر دیا۔ لیکن یہ تمام مصائب حماس کے مجاہدین اور عوام کے حوصلے اور عزم کو پست اور شکست نہیں دے سکے، وہ دہشت گرد اسرائیل جو حماس کو ختم کرنے کی اور غزہ کو فتح کرنے کی باتیں کررہا تھا، اس کو اپنے مذموم مقاصد میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا اور اسی حماس سے ان کی شرائط پر مذاکرات اور معاہدہ کرنا پڑا جو غزہ کے مظلوم عوام کی استقامت اور لازوال قربانیوں کی عظیم فتح ہے۔

حالانکہ ایک وقت تھا کہ اسرائیل کے وزراء اور حکومتی عہدیداروں نے غزہ کو مکمل طور پر مٹانے، اس کے تمام باشندوں کو جلاوطن کرنے، اہل غزہ پر ایٹم بم گرانے، یہودیوں کو غزہ میں آباد کرنے جیسے اقدامات کی سرتوڑ کوشش کی، نیز غزہ میں فوجی حکومت قائم کرنے، غزہ کے کچھ قبائل اور خاندانوں کو مقامی انتظامیہ تشکیل دینے پر آمادہ کرنے کی ترغیب وتحریص، غزہ میں امدادی سامان کے ٹرکوں پر منظم حملے کرا کر اندرونی افراتفری اور انتشار پھیلانے کی لاحاصل سعی کی، شمالی غزہ کو فوجی زون قرار دینے اور باقی ماندہ آبادی کو جنوب کی طرف منتقل کرنے، اور ہر قسم کی انسانی امداد کی ترسیل روک کر انہیں بھوکا مارنے جیسے منصوبے بنائے گئے۔ اسرائیلی فوج نے غزہ میں عوامی سیکورٹی اداروں، داخلی سیکورٹی فورسز، ایمرجنسی کمیٹیوں اور پولیس کو بطور خاص ہدف بنایا لیکن ’’جسے اللہ رکھے، اُسے کون چکھے‘‘ کے مصداق اسرائیل کے تمام منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے۔

اِدھر حماس نے ۷/ اکتوبر ۲۰۲۳ء کے حملے میں جو نتائج، مقاصد اور فوائد حاصل کیے، وہ درج ذیل ہیں:

۱:.... حماس نے اس حملہ سے یہ ثابت کیا کہ اسرائیل جو اپنے آپ کو ناقابل شکست گردانتا تھا، اسے اللہ تعالیٰ پر توکل، اعتماد، ایمانی قوت، صبر

اور قربانی سے شکست دی جاسکتی ہے۔

۲:.... حماس نے دنیا کو پیغام دیا کہ ظلم کے خلاف ڈٹ جانے والے ہمیشہ سرخرو ہوتے ہیں اور ظالم رسوا و ناکام رہتا ہے۔

۳:.... حماس نے اس حملے کے ذریعے دنیا بھر کے سامنے فلسطینی عوام پر ہونے والے جبر و ظلم کو بے نقاب کیا اور دنیا کو بتایا کہ غزہ کے مظلوم عوام اپنے حقوق، اپنی سرزمین اور قبلۂ اول سے دستبردار ہونے کے لیے قطعاً تیار نہیں۔

۴:.... حماس نے اسرائیل کے دفاعی نظام اور فوجی منصوبہ بندی کو ناکام کر کے پیغام دیا کہ حماس عملی میدان میں نہ صرف یہ کہ ایک مضبوط اور ناقابل شکست طاقت بن چکا ہے بلکہ وہ کسی بھی وقت اسرائیل کو ناکوں چنے چبوا سکتا ہے۔

۵:.... حماس کے اس حملے سے عالم اسلام متحد ہوا بلکہ دنیا بھر کو اہل غزہ کی مظلومیت کا احساس دلایا، جس سے عالمی برادری میں ہمدردی اور حمایت حاصل ہوئی، دنیا کے کئی ممالک اور عوام نے فلسطینی عوام کے حق میں آواز بلند کی اور اسرائیل کی ظالمانہ پالیسیوں کی مذمت کی۔

۶:.... اسرائیل کا سب سے بڑا مقصد حماس کی مزاحمت کو مکمل طور پر ختم کرنا تھا، لیکن حماس پہلے سے زیادہ مضبوط اور منظم ہو کر ابھری۔

۷:.... غزہ کے لوگ اپنی زمین اور آزادی کے لئے پہلے سے زیادہ پُرعزم ہیں۔ اسرائیل نے پوری کوشش کی کہ دنیا کو اپنے حق میں کرے، لیکن اس کے ظلم اور جور و جفا نے اسے عالمی سطح پر تنقید اور مذمت کا نشانہ بنایا۔ اسرائیل اب نہ صرف یہ کہ سیاسی بلکہ اخلاقی طور پر بھی شکست خوردہ بن گیا ہے۔

۸:.... اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو نے ۲۰۲۳ء میں جو کہا تھا کہ ہم حماس کو ختم کر دیں گے۔ ۲۰۲۵ء میں وہی نیتن یاہو کہہ رہا ہے کہ ہم اس معاہدے کو تسلیم کرتے ہیں اور ہم حماس کے جواب کے منتظر ہیں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ اس جنگ میں کون جیتا اور کون ہارا!

دنیا بھر کے عوامی مظاہروں، اسرائیلی عوام کے اپنی ہی حکومت کے خلاف احتجاج اور عالمی برادری کے دباؤ کے نتیجے میں اقوام متحدہ اور امریکا نے مصر اور قطر کو شامل کر کے حماس اور اسرائیل کے مابین معاہدہ کی نہ صرف یہ کہ تجویز پیش کی بلکہ اس معاہدے کے گارنٹر بھی بنے اور اس پر عمل درآمد بھی ہوا۔ یہ ابتدائی جنگ بندی معاہدہ 42 دن پر مشتمل ہوگا، جس میں حماس نے درج ذیل شرائط عائد کیں کہ:

۱:.... امدادی سامان کو غزہ میں داخل ہونے دیا جائے گا جو روزانہ 600 گاڑیوں پر مشتمل ہوگا۔ ۲:... حماس فی الحال 30 اسرائیلی آزاد کرے گا اور ہر ایک اسرائیلی کے آزاد کرنے پر اسرائیل 50 فلسطینی آزاد کرے گا۔ ۳:.... شمالی غزہ کے افراد بغیر کسی تلاشی اور بغیر کسی چیک پوسٹ پر رکاوٹ کے اپنے گھروں میں واپس آئیں گے۔ ۴:.... اسرائیل غزہ سے مکمل انخلا کرے گا۔

حماس نے ایک بیان جاری کرتے ہوئے کہا کہ: جنگ بندی معاہدے کے اعلان اور غزہ کی پٹی پر جارحیت پر جنگ بندی معاہدہ ہمارے عظیم فلسطینی عوام کی شاندار ثابت قدمی اور غزہ کی پٹی میں 15 ماہ سے زائد عرصے سے جاری ہماری بہادرانہ مزاحمت کا ثمر ہے۔ غزہ پر جارحیت روکنے کا معاہدہ ہمارے عوام، ہماری مزاحمت، ہماری قوم اور دنیا کے آزاد لوگوں کے لیے ایک کامیابی ہے۔ یہ ہمارے لوگوں کی آزادی اور واپسی کے اہداف کو حاصل کرنے کے راستے پر، دشمن کے ساتھ تصادم کا ایک اہم موڑ ہے۔ یہ معاہدہ غزہ کی پٹی میں ہمارے ثابت قدم اور صابر عوام کے تئیں ہماری ذمہ داری سے آیا ہے کہ وہ ان کے خلاف صیہونی جارحیت کو روکیں اور اس خونریزی، قتل عام اور تباہی کی جنگ کا خاتمہ کریں، جس کا انہیں نشانہ بنایا جارہا ہے۔ ہم غزہ کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرنے والے، ہمارے ساتھ کھڑے ہونے اور قبضے کو بے نقاب کرنے اور جارحیت کو روکنے میں تعاون کرنے والے، عرب، اسلامی، بین الاقوامی، اور ثالث بھائیوں کا خصوصی شکریہ ادا کرتے ہیں، جنھوں نے اس معاہدے تک پہنچنے کے لیے بھرپور کوششیں کیں۔

القسام بریگیڈ کے ترجمان ابوعبیدہ نے اپنی ایک جاری کی گئی تقریر میں کہا کہ: ہمارے عوام کی عظیم قربانیاں اور خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ ہمارے لوگوں نے 471 دنوں میں اپنی آزادی اور مقدس مقامات کے لیے بے مثال قربانیاں دی ہیں۔ ’’طوفان الاقصیٰ‘‘ غزہ کے مضافات سے شروع ہوا، لیکن اس نے خطے کا چہرہ بدل کر رکھ دیا اور اسرائیل کے ساتھ تنازع میں نئی مساواتیں متعارف کرائیں۔ ’’طوفان الاقصیٰ‘‘ نے نئے جنگی محاذ کھولے اور اسرائیل کو اس کی حمایت کے لیے بین الاقوامی افواج کا سہارا لینے پر مجبور کیا۔ ’’طوفان الاقصیٰ‘‘ نے دنیا کو پیغام دیا کہ (اسرائیل کا) یہ قبضہ ایک بہت بڑا جھوٹ ہے اور اس کے خطے پر بڑے اور بُرے اثرات مرتب ہوں گے۔ ہم نے تمام مزاحمتی دھڑوں کے ساتھ غزہ کی پٹی میں ہر جگہ ایک لائن کی طرح لڑا اور دشمن کو مہلک ضربیں لگائیں۔ ہمارے فوجی جنگ کے آخری لمحات تک بڑی بہادری اور حوصلے کے ساتھ لڑے اور ہم ایسے حالات میں لڑ رہے ہیں جو ناممکن نظر آتے ہیں۔ ہمیں ایک غیر مساوی تصادم کا سامنا تھا، جنگی صلاحیتوں کے لحاظ سے بھی اور جنگی اخلاقیات کے لحاظ سے بھی۔ جب ہم اپنے حملوں کا رخ صرف دشمن قوتوں پر کر رہے تھے، انہوں نے ہمارے لوگوں کے خلاف بربریت اور مظالم کے نئے، گھناؤنے طریقوں کا ارتکاب کیا۔ اس جنگ کی عظمت اس کے قائدین کی شہداء کے قافلوں میں پیش رفت سے ظاہر ہوتی ہے، جن کی سربراہی ہنیہ، العروری اور سنوار کر رہے تھے۔ یہ مجرمانہ دشمن اس خطے میں لعنت کی جڑ ہے۔ تمام کوششوں اور منصوبوں کو اس بات پر مرکوز ہونا چاہیے کہ اسے کیسے روکا جائے؟ اس ہستی کو خطے میں ضم کرنے کی تمام کوششوں کا مقابلہ بیداری کے سیلاب اور آزاد لوگوں کی مزاحمت سے کیا جائے گا۔ آج مغربی کنارے میں ہمارے لوگوں پر ذمہ داری بڑھ رہی ہے اور بہادری اور استقامت میں غزہ کی روح کی بہن جینین کو خصوصی سلام۔ اپنے عوام کے خلاف صیہونی جارحیت کو روکنے کے لیے ایک معاہدے تک پہنچنا، جارحیت کے آغاز ہی سے کئی مہینوں سے ہمارا ہدف رہا ہے۔

اس معاہدے کے نتیجے میں حماس نے تین یرغمالی عورتوں کو ریڈ کراس کے حوالے کیا اور دوسری طرف اسرائیل نے نوے قیدی فلسطینیوں کو آزاد کیا۔ اس معاہدہ کے بعد کئی اسرائیلی وزراء نے استعفیٰ دے دیا اور اس معاہدہ کی توثیق کے وقت کئی صیہونی وزراء کو روتے ہوئے بھی دکھایا گیا۔ یہاں تک کہ ایک خبر یہ بھی آئی ہے کہ اسرائیل کے آرمی چیف نے حماس کے مقابلے میں اپنی ناکامی کا اعتراف کرتے ہوئے استعفیٰ دے دیا ہے۔ گویا اسرائیل کے لوگ بھی مان رہے ہیں کہ یہ معاہدہ ہماری شکست کے مترادف ہے۔ جیسا کہ اخباری اطلاعات کے مطابق موساد سربراہ نے کہا کہ: میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ نہایت ہی کڑوا گھونٹ ہے، مگر اسرائیل اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ اب اسے پیئے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔

بہر حال! پندرہ ماہ سے جاری جنگ میں وقفہ آ گیا۔ مستقبل میں بھی اللہ تعالیٰ ہمارے فلسطینی بھائیوں اور حماس کے مجاہدین کی حفاظت اور مدد و نصرت فرمائے۔ تمام عالم اسلام اس عظیم فتح اور اس انعامِ خداوندی پر شکرانہ کے نوافل ادا کریں اور اس معاہدہ کی تکمیل کے لیے اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں۔ اہلِ ثروت احباب جس طرح پہلے اہل غزہ اور فلسطینی مظلوم بھائیوں کی مدد و نصرت کر رہے تھے، ان کی مسمار گھروں کو واپسی، تباہ شدہ غزہ کی بحالی، بے گھر اور بے سروسامان افراد کے لیے ضروریاتِ زندگی کی فراہمی ایک بنیادی اور اہم مرحلہ ہے، اس مرحلہ میں بھی پہلے سے زیادہ بھرپور کوشش کر کے اس جہاد میں عملی حصہ ڈال کر ان کی مدد و نصرت اور تعاون میں اضافہ کیا جائے۔ جس سے یقیناً اللہ تعالیٰ خوش ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ دنیا بھر کے مظلومین کی مدد فرمائے، ان کی مشکلات کو دور فرمائے۔ اہلِ کشمیر کو بھی اللہ تعالیٰ آزادی نصیب فرمائے اور ہمارے ملک پاکستان کو بھی ہر اعتبار سے استحکام نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین!

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

فتنۂ دجّال سے حفاظت کی تدابیر

مولانا نعمت اللہ اعظمی مدظلہ

الحمد لله رب العالمين، والعاقبة للمتقين، والصلاة والسّلام على سيد الأنبياء والمرسلين، وعلى آله وصحبه، أجمعين. أمابعد:

قیامت کے وقوع کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں ہے، قیامت کا معاملہ بڑا سنگین اور ہولناک ہوگا، خدائے ذوالجلال نے اپنے فضل و کرم سے قیامت کی کچھ علامات اور نشانیاں مقرر کی ہیں؛ تاکہ لوگ اللہ کی طرف رجوع کریں اور حساب و کتاب کی تیاری کرلیں۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک کہ تیس کے قریب جھوٹ بولنے والے دجّال پیدا نہ ہوجائیں۔ اُن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔' یہ مضمون حضرت ثوبان، حضرت علی، حضرت ابن عمر اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہم کی احادیث میں بھی مذکور ہے۔

دجّال کے معنیٰ ومطلب:

دجّال کا لفظ عربی زبان میں جعل ساز، ملمّع ساز، فریبی، جھوٹے اور گم راہ کُن شخص کے لیے استعمال ہوتا ہے، جب کہ دجل کے معنیٰ کسی نقلی چیز پر سونے کا پانی چڑھانے کے ہیں۔ دجّال کا نام دجّال اسی لیے رکھا گیا ہے کہ جھوٹ، فریب، دھوکا دہی، غلط بیانی اور دُنیا کی تمام تر خباثتیں اس کی مکروہ شخصیت کے نمایاں ترین وصف ہیں۔ اس کا ہر فعل، ہر عمل، ہر قول فتنہ وفساد کا سبب ہوگا۔ حضرت ابوقتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت ہشام بن عامرؓ سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت آدمؑ سے لے کر قیامت تک کوئی مخلوق (فتنہ فساد میں) دجّال سے بُری نہ ہوگی۔''

(صحیح مسلم، 7395، 7396)

دجّال کا حُلیہ:

مختلف احادیثِ مبارکہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دجّال کا جو حُلیہ بیان فرمایا، وہ اس طرح سے ہے۔ ''پستہ قد، بھاری بھرکم جسم اور مکروہ چہرے پر اُلجھے ہوئے بے ترتیب گھنگھریالے بالوں والا ایک شخص، جس کی دائیں آنکھ کانی اور بے نور ہوگی، اور بائیں آنکھ کی پتلی ابھری ہوئی باہر کو نکلی ہوئی ہوگی، جیسے انگور کا اُبھرا ہوا دانہ، دونوں آنکھیں ہی عیب دار ہونگی، اسی لئے احادیث میں ''اعور الیمنٰی'' اور ''اعور الیسریٰ'' دونوں طرح کے الفاظ ہیں، دجال کا رنگ سُرخ اور دونوں آنکھوں کے درمیان یعنی پیشانی پر ''ک ف ر (کافر)'' لکھا ہوگا، جس کو ہر مومن پڑھ لے گا، خواہ وہ لکھنا پڑھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو''۔

دجال کا ظہور:

متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک شام میں لڑائی ہوگی پھر صلح ہوجائے گی مگر یہ صلح زیادہ دن تک باقی نہ رہے گی، اس کے بعد یورپ سے نو لاکھ ساٹھ ہزار فوج لڑنے کے لئے آئیں گے اور مقام غوطہ میں مسلم فوجوں کے ساتھ لڑائیاں ہوں گی اسی دوران دجال کا خروج اصفہان سے ہوگا۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''دجّال اصفہان کی یہودی بستی سے ظاہر ہوگا، اس کے ساتھ ستّر ہزار یہودی ہوں گے۔ انھوں نے سبز رنگ کی شالیں کندھوں پر ڈال رکھی ہوں گی۔'' دجال مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ بھی جانے کی کوشش کرے گا لیکن اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ اس کو ان دونوں مقدس شہروں میں جانے سے روک دے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو دجال کی خبر سن لے وہ اس سے دور رہے۔ اللہ کی قسم! آدمی اپنے آپ کو مومن سمجھ کر اس کے پاس آئے گا اور پھر اس کے پیدا کردہ شبہات میں اس کی پیروی کرنے لگے گا۔

(سنن ابی داؤد: 4319)

دجال کے قیام کی مدت:

صحیح مسلم میں حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین میں اُس کے رہنے کی مدت چالیس دن ہوگی، ان میں سے ایک دن ایک سال کی طرح ہوگا، ایک دن ایک مہینے کی طرح ہوگا اور ایک دن ایک ہفتے کی طرح۔ اس کے علاوہ باقی سارے دن تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے۔'' صحابہ نے عرض کیا ''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ دن جو ایک سال کی طرح ہوگا، کیا اس میں ہمارے لیے ایک دن کی نماز کافی ہوگی؟'' فرمایا: ''نہیں، بلکہ وقت کا اندازہ کر کے پورے سال کی نمازیں ادا کرنا ہوں گی۔''

پھر صحابہ کرام نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ زمین میں کس قدر سرعت کے ساتھ سفر کرے گا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اُس بادل کی طرح، جس کے پیچھے ہوا لگی ہو۔ وہ ایک قوم کے پاس جائے گا۔ انھیں دعوت دے گا۔ وہ اس پر ایمان لائیں گے اور اس کی باتیں مانیں گے، تو وہ آسمان (کے بادل) کو حکم دے گا، تو وہ پانی برسانے لگے گا۔ پھر وہ زمین کو حکم دے گا، تو وہ فصلیں اُگائے گی۔ شام کے اوقات میں اُن کے جانور (چراگاہوں سے) واپس آئیں گے، تو ان کے کوہان سب سے زیادہ اُونچے اور تھن دُودھ سے بہت بھرے ہوئے ہوں گے۔ پھر دجّال ایک اور قوم کے پاس جائے گا اور انھیں بھی دعوت دے گا، لیکن وہ اس کی بات کو ٹھکرا دیں گے تو وہ قحط کا شکار ہو جائیں گے۔ اُن کے مال مویشی میں سے کوئی چیز ان کے ہاتھ میں نہیں ہوگی۔ وہ ویران زمین کے پاس سے گزرے گا، تو اس سے کہے گا کہ اپنے خزانے باہر نکال دے۔ چناں چہ زمین سے وہ خزانے نکل کر اس کے پیچھے اس طرح لگ جائیں گے، جس طرح شہد کی مکھیاں اپنی سردار کے پیچھے ہولیتی ہیں۔ دجال زمین میں ہر ایک شہر اور بستی میں جائے گا لیکن وہ مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے علاوہ کوئی ایسا علاقہ نہیں ہوگا جسے دجال نہ روند سکے، مکہ اور مدینہ کے ہر راستے پر فرشتے ننگی تلواریں سونتے ہوئے پہرا دیں گے، پھر مدینہ اپنے مکینوں کے ساتھ تین مرتبہ ہلے گا تو اللہ تعالیٰ ہر کافر اور منافق کو مدینہ سے نکال دے گا۔''

(صحیح بخاری/1881)

مدینہ منورہ کی طرف جانے سے پہلے یہ واقعہ بھی پیش آئے گا کہ دجال ایک جوان کو بُلائے گا اور تلوار سے اس کے دو ٹکڑے کر دے گا اور دونوں ٹکڑے اس قدر فاصلے پر کر دیئے جائیں گے، جس قدر تیر مارنے والے اور نشانے کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے۔ پھر وہ اسے بُلائے گا، تو وہ (زندہ ہو کر) دمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ ہنستا ہوا آئے گا۔ اور کہے گا کہ اب تو مجھے اور پختہ یقین ہو گیا کہ تو ہی دجال ہے دجال پھر اس کو دوبارہ قتل کرنا چاہے گا مگر اب اسے اس پر قدرت نہ ہوگی۔

مصنوعی جنّت اور دوزخ:

شیطان کی طرح اللہ تعالیٰ نے دجّال کو بھی قوانینِ قدرت میں سے چند چیزوں سے نوازا۔ وہ جب نمودار ہوگا، تو اس کے ساتھ مصنوعی جنّت و دوزخ ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔'' دجّال اپنے ساتھ جنّت اور دوزخ کی شبیہ بھی لائے گا۔ درحقیقت جسے وہ جنّت کہے گا، وہ آگ ہوگی اور جسے وہ جہنّم کہے گا، وہ دراصل جنّت ہوگی۔'' (صحیح بخاری، 3338)

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ ''جب دجّال نکلے گا، تو اُس کے ساتھ آگ اور پانی دونوں ہوں گے، لیکن لوگوں کو جو آگ دکھائی دے گی، وہ ٹھنڈا پانی ہوگا اور جو ٹھنڈا پانی دکھائی دے گا، وہ جلانے والی آگ ہوگی، تو تم میں سے جو کوئی اُس کے زمانے میں ہو، تو اُسے اُس میں گرنا چاہیے، جہاں آگ ہو، کیوں کہ وہ انتہائی شیریں اور ٹھنڈا پانی ہوگا۔''

(صحیح بخاری، 3450)

دجال کے جھوٹے ہونے کی علامات:

(1) وہ لوگوں کی آنکھوں سے نظر آ رہا ہوگا (حالاں کہ تم اپنے رب کو مرنے سے پہلے نہیں دیکھ سکتے)۔ (2) وہ کانا ہوگا حالانکہ تمہارا رب کانا نہیں ہوسکتا ہے۔ (3) اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ''کافر'' لکھا ہوگا جس کو ہر مومن پڑھ لے گا، خواہ وہ لکھنا پڑھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

دجّال کا سحر:

حضرت اسماءؓ بنتِ یزید سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے گھر میں موجود تھے کہ آپ نے فرمایا: ''ظہورِ دجّال سے تین سال قبل آسمان ایک تہائی پانی اور زمین ایک تہائی فصل روک لے گی۔ جب دُوسرا سال آئے گا، تو آسمان دو تہائی پانی اور

زمین دو تہائی فصلیں روک لے گی۔ پھر جب تیسرا سال شروع ہوگا، تو آسمان مکمل طور پر اپنا پانی اور زمین مکمل طور پر اپنی فصلیں روک لے گی۔ ٹاپوں والے اونٹ اور کھروں والی گائیں، بیل، بھیڑیں، بکریاں، گھوڑے اور گدھے سب ہلاک ہو جائیں گے۔ اتنے میں اِدھر دجّال پہنچ کر ایک دیہاتی شخص سے کہے گا، ''اگر مَیں تمہاری اونٹنیوں کو فربہ اور دُودھ سے بھرے تھنوں کی صُورت پیدا کر کے دکھاؤں، تو کیا تم مان لوگے کہ میں تمہارا ربّ ہوں؟'' وہ کہے گا، ''ہاں بالکل۔'' اس کے بعد شیطان اُس شخص کے اونٹوں کی شکل اختیار کرے گا، تو وہ شخص اس کے پیچھے لگ جائے گا۔ اسی طرح وہ دجّال ایک اور شخص سے کہے گا کہ ''اگر میں تمہارے باپ، بیٹے اور تم اپنے خاندان کے جن لوگوں کو پہچانتے ہو، سب کو زندہ کر دوں، تو کیا تم یقین کر لوگے کہ میں تمہارا ربّ ہوں؟'' وہ کہے گا: ''ہاں بالکل'' پھر دجّال شیطانوں کو ان لوگوں کی شکل میں پیش کر دے گا۔ اس طرح وہ بھی اس کے پیچھے چلا جائے گا۔'' اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور گھر میں موجود سب لوگ رونے لگے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے، تو ہم سب رو رہے تھے۔ آپ نے پوچھا، ''تم لوگ کیوں رو رہے ہو؟'' مَیں (اسماء) نے کہا، ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے دجّال کے متعلق جو کچھ بیان فرمایا، اسے سُن کر رونا آ گیا۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''اس وقت اہلِ ایمان کو کھانے پینے کی جگہ تکبیر، تسبیح اور تحمید کرنا کافی ہوگا۔'' پھر آپ نے فرمایا، ''تم لوگ مت روؤ، کیوں کہ اگر میری موجودگی میں دجّال کا ظہور ہو گیا، تو مَیں اس کا مقابلہ کر لوں گا اور اگر میرے بعد ہوا، تو ہر مسلمان کا خلیفہ اللہ تعالیٰ خود ہوگا۔'' (مسندِ احمد، 27568)

دجال کا خاتمہ:

موجودہ زمانہ کا استنبول (قسطنطنیہ) مسلمانوں کے ہاتھ سے چلا جائے گا اور پھر غوطہ کی لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد اہل مدینہ اور دیگر مسلمانوں کے ہاتھوں وہ (قسطنطنیہ) فتح ہوگا، اور جس وقت مسلمان مال غنیمت کو تقسیم کر رہے ہوں گے تو اچانک شیطان چیخ مار کر کہے گا: ''تمہارے بعد تمہارے گھروں میں مسیح دجال پہنچ گیا ہے۔'' مسلمان وہاں سے نکل پڑیں گے، حالانکہ یہ خبر غلط ہوگی، جب یہ ملک شام پہنچیں گے تو پھر مسلمانوں اور دجالی لشکروں کے درمیان جنگ ہوگی جس میں وہ ایک تہائی مسلمانوں کو شہید کر دے گا۔ ایک تہائی کو شکست دے کر بھگا دے گا اور ایک تہائی کو باقی چھوڑے گا۔ رات ہو جائے گی تو بعض مومنین بعض سے کہیں گے کہ تمھیں اپنے رب کی خوشنودی کے لیے اپنے (شہید) بھائیوں سے جا ملنے (شہید ہو جانے) میں اب کس چیز کا انتظار ہے؟ جس کے پاس کھانے کی کوئی چیز زائد ہو وہ اپنے (مسلمان) بھائی کو دے دے۔ تم فجر ہوتے ہی (عام معمول کی بہ نسبت) جلدی نماز پڑھ لینا، پھر دشمن سے جنگ پر روانہ ہو جانا۔ پس جب یہ لوگ نماز کے لیے اُٹھیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام ان کے سامنے نازل ہوں گے اور نماز ان کے ساتھ پڑھیں گے۔ نماز سے فارغ ہو کر وہ (ہاتھ سے) اشارہ کرتے ہوئے فرمائیں گے: ''میرے اور دشمنِ خدا (دجال) کے درمیان سے ہٹ جاؤ (تاکہ مجھے دیکھ لے)'' حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے یہ فرمایا کہ: دجال (ایسا گھل جائے گا) جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کے خاتمے کو واضح طور پر بیان کیا کہ: عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔ اور فرمائیں گے: میں عیسیٰ ابن مریم اللہ کا بندہ اور رسول ہوں، تم لوگ تین صورتوں میں سے ایک کو اختیار کر لو: (1) اللہ دجال اور اس کی فوجوں پر بڑا عذاب آسمان سے نازل کر دے۔ (2) ان کو زمین میں دھنسا دے۔ (3) ان کے اوپر تمھارے اسلحہ کو مسلط کر دے اور ان کے ہتھیاروں کو تم سے روک دے۔ مسلمان کہیں گے: اے اللہ کے رسول! یہ (آخری) صورت ہمارے لیے اور ہمارے قلوب کے لیے زیادہ طمانیت کا باعث ہے۔ چنانچہ اس روز تم بہت کھانے پینے والے (اور) ڈیل ڈول والے یہودی کو (بھی) دیکھو گے کہ ہیبت کی وجہ سے اس کا ہاتھ تلوار نہ اٹھا سکے گا۔ پس مسلمان ان کے اوپر مسلط ہو جائیں گے اور دجال جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو سیسہ کی طرح پگھلنے لگے گا حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے بابِ لُد پر قتل کر دیں گے۔

(مصنف عبدالرزاق/20834)

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے دجال اور اس کے لشکر پر مسلمانوں کو مسلط کر دے گا۔ چنانچہ وہ ان سب کو قتل کر دیں گے۔ حتیٰ کہ شجر و حجر بھی پکاریں گے کہ اے اللہ کے بندے! اے رحمٰن کے بندے! اے مسلمان! یہ یہودی ہے۔

اسے قتل کردے۔ غرض اللہ تعالیٰ ان سب کو فنا کر دے گا اور مسلمان فتح یاب ہوں گے۔

فتنۂ دجّال سے بچنے کی احتیاطی تدابیر:

فتنہ مسیح الدجّال سے حفاظت کے سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو چند چیزیں ایسی بتائی ہیں جن کے اختیار کرنے سے دجال کے فتنے سے بچا جاسکتا ہے:

1۔ دجال کے شر سے اللہ کی پناہ مانگنا:

دجال کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے ان دعاؤں کے پڑھنے کا اہتمام کرنا جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے؛ اور اپنی امت کو ان دعاؤں کے پڑھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے؛ حضرت ابو ہریرہؓ اور کئی ایک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت ہے یہ دعا مانگا کرتے تھے: ”اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا، وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ۔“

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم تشہد سے فارغ ہو جاؤ، تو چار چیزوں سے پناہ مانگو، جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت کی آزمائش سے اور مسیح دجّال کے شر سے۔“

(صحیح مسلم، 1326)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے، دوزخ کے عذاب سے، زندگی اور موت کے عذاب سے اور کانے دجّال کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“ (صحیح بخاری، 832، 833، 1377)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نمازوں میں دجّال کے فتنے سے پناہ مانگتے ہوئے سُنا۔“

(صحیح مسلم، 1323، صحیح بخاری، 833، 7129)

2۔ سورہ کہف کی ابتدائی دس آیتوں کو یاد کرنا اور پڑھنے کا معمول بنالینا:

دجال کے فتنوں سے جو محفوظ رہنا چاہتا ہو اس کو چاہیے کہ سورۃ الکہف کی ابتدائی یا آخری دس آیات کی تلاوت کرے۔ اس کی تلاوت دجال کے فتنے میں مبتلا ہونے سے بچا لیتی ہے۔ حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس مسلمان نے سورۂ کہف کی پہلی دس آیات حفظ کرلیں۔ وہ دجّال کے فتنے سے محفوظ کر لیا گیا۔“ (صحیح مسلم، 1883)

3۔ دجال سے دور رہنا:

دجال سے جتنا دور رہنا ممکن ہو دور رہا جائے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دجال کے بارے میں سنے اس کو اس سے دور رہنا چاہئے، اللہ کی قسم مؤمن یہ خیال کرکے اس کے پاس آئے گا کہ وہ تو مؤمن ہے (دجال کے فتنہ سے بچ جائے گا) لیکن دجال کے ساتھ کی چیزوں کو دیکھ کر اسی کی اتباع کر بیٹھے گا۔ (سنن ابوداؤد/4319)

4۔ دجال کی جنت سے بچنا:

دجال کے ساتھ جو جنت کی شکل ہوگی اس سے بچے اور جو آگ کی شکل ہوگی اسی میں جانے کو اختیار کرے۔ کیونکہ جو آگ ہے وہی درحقیقت جنت ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال کے ساتھ دو چلتے ہوئے دریا ہوں گے۔ دونوں میں سے ایک بظاہر سفید رنگ کا پانی ہوگا اور دوسرا بظاہر بھڑکتی ہوئی آگ ہوگی۔ اگر کوئی شخص اس کو پالے تو اس دریا کی طرف آئے جسے وہ آگ (کی طرح) دیکھ رہا ہے اور اپنی آنکھ بند کرے۔ پھر اپنا سر جھکائے اور اس میں سے پیے تو وہ ٹھنڈا پانی ہوگا۔

اللہ تعالیٰ تمام ایمان والوں کی فتنہ دجال سے حفاظت فرمائے، آمین یارب العالمین۔☆

مبلغین ختم نبوت کراچی کے ساکرو میں خطباتِ جمعہ

۱۷ جنوری ۲۰۲۵ء کو مولانا احمد الرحمٰن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ساکرو سندھ کی معیت میں پانچ رکنی وفد صبح شاہ لطیف ٹاؤن کراچی سے روانہ ہوا۔ وفد میں مولانا عبدالحی مطمئن، مولانا محمد عبداللہ چغرزئی، مولانا احسن ممتاز، مولانا شاکراللہ خیسوری شامل تھے۔ معزز مبلغین کرام نے جامع مسجد مرکزی رحمانیہ، جامع مسجد نورانی، جامع مسجد قبا اور جامع مسجد مدینہ ساکرو میں نمازِ جمعہ کے اجتماعات سے خطاب کیا۔ مولانا عبدالرشید اور عبیداللہ نے میزبانی فرمائی۔ اللہ پاک تمام دوستوں کی کوششوں کو قبول فرمائیں۔ آمین۔

دعوت وتبلیغ کے میدان میں

عالمی تبلیغی جماعت..... مختصر تعارف

تیسری قسط

حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ، لکھنؤ

مدنی مہمات:

مدینہ میں آپ ﷺ کو دعوت وتبلیغ کا اچھا موقع مل گیا۔ مدنی زندگی میں آپ ﷺ نے دعوتی مہمات بھی دوسرے علاقوں میں روانہ کیں۔ آپ ﷺ نے دس برسوں میں کم وبیش اسّی مہمات ترتیب دیں۔ ان میں سے کچھ خالصتاً تبلیغی نوعیت کی تھیں جیسے بئر معونہ، رجیع اور یمن وغیرہ کی مہمات۔ کچھ خالص دفاعی تھیں جیسے بدر، احد اور احزاب وغیرہ۔ دفاعی جنگوں میں رسول اللہ ﷺ نے خود بنفس نفیس حصہ لیا تھا۔ ان جنگوں میں خصوصاً جنگِ اُحد میں رسول خدا ﷺ نے بہت سی تکالیف اٹھائیں۔ آپ ﷺ کی انگلی اور دانت مبارک شہید ہوگئیں۔ آپ ﷺ شدید زخمی ہوگئے۔

یہود اور منافقین کی رکاوٹیں:

مکہ کی بنسبت مدینہ میں آنحضرت ﷺ کو دعوت وتبلیغ کرنے کا اچھا موقع ملا لیکن دشمن اسلام ہر جگہ موجود ہیں۔ مدینہ میں یہود اور منافقین کی سازشیں شروع ہوگئی تھیں۔ یہود آپ ﷺ کے سخت دشمن تھے باوجود یہ کہ یہود میثاق مدینہ میں شامل تھے۔ لیکن اندرون خانہ وہ آنحضرت ﷺ اور اسلام کے مخالف تھے۔ توراۃ میں آخری نبی کی آمد کے بارے میں ذکر موجود تھا۔ وہ اس وجہ سے آپ ﷺ کے ساتھ بغض و عداوت کرنے لگے کہ آخری نبی بنی اسرائیل میں کیوں مبعوث نہیں ہوئے؟ اس لئے بہت سی جنگیں ان کے ساتھ لڑی گئیں۔ جیسے غزوہ بنونضیر، غزوہ بنوقینقاع اور غزوہ بنوقریظہ۔ منافقین نے بھی یہود کے ساتھ مل کے رسول اللہ ﷺ کے لئے بہت سی مشکلات پیدا کیں۔ جیسے مسجد ضرار مسلمانوں کی ناکامی اور اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے بنائی گئی۔ تاکہ وہ یہود کے ساتھ مل کے مسلمانوں کے لئے سازشیں بنائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے مشن میں ناکام کیا۔

تبلیغ کے میدان میں تبلیغی جماعت کی مشکلات کا جائزہ:

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں کی حالت بہت خراب ہوگئی تھی۔ پہلی عالمی جنگ کے بعد مسلمانوں پر انگریزوں کا غلبہ اور زیادہ مضبوط ہوگیا۔ تحریک خلافت کے بعد مسلمان انگریزوں سے مزید مایوس ہوگئے۔ ہندوؤں نے ان حالات سے فائدہ اٹھا کر شدھی تحریک شروع کر دی۔ اس تحریک کے اہداف میں وہ قومیں اور علاقے زیادہ اہم تھے جن کے افراد دین اور دینی تعلیم سے ناواقف تھے۔ اس لئے میوات (دہلی کے جنوب کا وہ علاقہ جس میں میو قوم آباد ہے، میوات کہلاتا ہے۔ ایضاً، ص 59) اور میو قوم میں ارتداد کا خطرہ زیادہ تھا۔ ''1921ء کی بات ہے کہ ہندوستان میں آریوں کی کوشش سے جاہل نومسلم دیہاتی علاقوں میں ارتداد کی آگ پھیلی، اس آگ کے بجھانے کے لئے ہر چار طرف مسلمان کھڑے ہوئے، بہت سی تبلیغی انجمنیں بنیں، ہزاروں روپے کے چندے ہوئے، مبلغین نوکر رکھے گئے، جگہ جگہ پھیلائے گئے۔'' (سیّد سلیمان ندویؒ انبیاء علیہم السلام کے اصول دعوت ومنہج دعوت اور مزاج نبوت، مکتبہ محمودیہ، لاہور، سن ندارد، ص 12)

مولانا محمد الیاس ۱۳۴۴ھ یعنی ۱۹۲۱ء میں دوسری بار حج کے لئے گئے، جب مدینہ سے واپسی کا وقت آیا تو مولانا پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں دعوت واصلاح کا وہ طریقہ ڈالا جو آج تبلیغی تحریک کے نام سے معروف ہے، مولانا کو خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ ''ہم تم سے کام لیں گے، تمہیں ہندوستان واپس جانا چاہیے۔'' 29 ذی قعدہ 1348ھ کو جامع مسجد سہارنپور میں مولانا نے اس کام کا پہلا خطاب فرمایا، دعوت وتبلیغ کے کام کیلئے افراد کی تشکیل کی۔ (مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، راہِ عمل، زمزم پبلشرز، کراچی، 2009ء، ج1، ص 340)

مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے مسلمانوں کو غیر مسلموں کے فتنوں سے بچنے کی بہت کوششیں

کیں۔ حضرت مولانا محمد الیاسؒ کو میواتیوں کی فکر ہوئی، کیونکہ میواتی دینی لحاظ سے کمزور تھے۔ مولانا محمد الیاسؒ نے میواتیوں کی انفرادی اصلاح شروع کی۔ مولانا نے تبلیغ کا سلسلہ میوات سے شروع کیا۔ جمعیۃ علماء ہند نے اس فتنہ ارتداد کو ختم کرنے کے لئے کئی علاقوں میں وفود روانہ کئے اور اس کو آئندہ ختم کرنے کے لئے 152 مدارس قائم کئے، تاکہ آنے والی نسلیں اس فتنے سے بچ سکیں۔ لیکن مولانا کا خیال تھا کہ وفود اور مدارس اس فتنے کے خاتمے کے لئے کافی نہیں ہے، کوئی اور لائحہ عمل بھی اختیار کیا جائے۔ جب فیروز پور (فیروز پور بھارت کی ریاست پنجاب میں دریائے ستلج کے کنارے ضلع فیروز پور میں ایک شہر ہے) کے کچھ لوگوں نے مولانا کو بتایا کہ وہ لوگوں کو جمع نہیں کرتے بلکہ اہل محلہ میں سے کچھ لوگ گھر گھر جا کر لوگوں سے ملتے ہیں اور انہیں نماز کے لئے لاتے ہیں یعنی گشت کرتے ہیں، مولانا کو یہ طریقہ پسند آیا اور خود لوگوں کو دعوت دینے کے لئے گشت شروع کیا۔ نہ صرف میوات میں آپ نے تبلیغی کام کیا بلکہ ہندوستان کے اور علاقوں میں بھی جماعتیں بھیجیں، تاکہ گشت کریں۔ میوات کی جماعتیں یوپی کے شہروں اور قصبات میں پھرنے لگیں۔ میوات کی طرح دہلی میں بھی خالص تحریص وترغیب کا سلسلہ شروع ہوا، محلوں میں جماعتیں بنیں، اور ہفتہ وار گشت کی ابتداء ہوئی۔ مولانا محمد الیاسؒ کی کوششوں سے تبلیغ کا سلسلہ فیروز پور نمک تک پھیلا۔ ”مولانا کی ترغیب اور اصرار پر وہ پہلی جماعت جو فیروز پور نمک سے باہر نکلی اس میں چھ افراد تھے۔ 1: حافظ محمد اسحاق بن نور بخش، 2: نمبردار محراب خان، 3: چوہدری نماز خان اور تین بچے جن کی عمریں بارہ تیرہ سال تھیں۔ اس جماعت نے قریبی علاقوں گھاسیڑہ، سہنہ، اور تاوڑو میں گشت کیے۔“ (میانجی، محمد عیسیٰ، تبلیغی تحریک کی ابتداء اور اس کے بنیادی اصول، عمران اکیڈمی، لاہور، سن ندارد، ص 28-30) اس طرح ایک بستی کے چند افراد کے اس کام نے تنظیم اور وسعت اختیار کی۔

1933ء کے اواخر میں آپ نے پورے میوات کے دو تفصیلی دورے کیے ان میں ہر وقت کم از کم سو افراد ساتھ ہوتے تھے۔ دونوں دورے تقریباً ایک ایک ماہ کے تھے۔ ان دوروں کے درمیان میں ہمراہیوں میں سے جماعتیں بنا بنا کر مختلف گاؤں میں انہیں گشت کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ ان تفصیلی دوروں کے نتیجے میں پورے میوات میں گھر گھر اس دعوت کا پیغام دینے کے بعد مولانا محمد الیاسؒ نے ایک پنچائیت بلائی، جس میں 107 چیدہ چیدہ افراد شریک ہوئے۔ اس اجلاس کو تبلیغی جماعت کا تاسیسی اجلاس کہا جاسکتا ہے۔ تفصیلی دوروں اور پنچائیت کے بعد میوات میں تبلیغی کام کی ایک تحریک پیدا ہوگئی۔ کچھ لوگوں کا انفرادی دینی عمل علاقے کا اجتماعی کام بن گیا۔ مولانا نے اس کے بعد ان لوگوں کو کچھ وقت نکالنے اور تھوڑا سا علم دین حاصل کرنے کے درجہ سے آگے بڑھانا شروع کیا تاکہ انہیں علمی ماحول اور دینی فضا سے روشناس کرایا جائے: ”تبلیغی تحریک کی ابتداء“ کے مصنف لکھتے ہیں کہ:

”مولانا محمد الیاسؒ کی ان دینی کاوشوں نے بعض علماء کو حیران کر دیا، انہوں نے تذکرے شروع کئے کہ مولانا نے یہ کیا شروع کر دیا۔ حضرت اشرف علی تھانویؒ کو جب پتہ چلا تو وہ گھبرا گئے اور فرمایا کہ: لوگ تو علماء کرام کی بات بھی قبول کرنے کو آمادہ نہیں۔ یہ میوات کے اَن پڑھ لوگ کیا تبلیغ کریں گے؟ یہ تبلیغ نہیں بلکہ دین میں ایک نیا فتنہ ہے یا امت میں ایک نیا فتنہ ہے۔“ (ایضاً، ص39)

مولانا محمد الیاسؒ نے اپنے نزدیک اس کا فیصلہ کرلیا تھا کہ جب تک اہل حق اور اہل علم اس کام کی طرف متوجہ نہ ہوں گے اور اس کی سرپرستی نہ کریں گے اس وقت اس اجنبی دعوت اور اس نازک اور اس لطیف کام کی طرف (جس میں بڑی دقیق رعایتیں اور نزاکتیں ملحوظ ہیں) اطمینان نہیں کیا جاسکتا، آپ کو اس کی بڑی آرزو تھی کہ اہل اشخاص اس کام کی طرف توجہ کریں اور اپنی قابلیتوں اور خداداد صلاحیتوں کو اس کام کے فروغ میں لگائیں جس سے اسلام کے درخت کی جڑ شاداب ہوگی، پھر اس سے اس کی تمام شاخیں اور پتیاں سرسبز ہو جائیں گی۔ اس سلسلہ میں آپ علماء کرام سے صرف وعظ تقریر ہی کے ذریعہ اعانت نہیں چاہتے تھے، بلکہ آپ کی خواہش اور آپ کا مطالبہ علماء کرام عصر سے سلف اول کے طرز پر اشاعت دین کے لئے علمی جدوجہد اور در بدر پھرنے کا تھا۔ (مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی، مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت، ادارہ اشاعت دینیات، نیودہلی، 2002ء، ص91)

مولانا محمد الیاسؒ نے علماء کرام کی تشویش رفع کرنے کی کوششیں توکیں لیکن ان کی تشویش کے باوجود اس کام میں کوئی کمی نہیں آنے دی۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ ہندوستان کے بڑے

علماء میں سے ایک تھے ان کی توجہ اور حمایت حاصل کرنے کی خصوصی کوششیں کیں آپ نے میواتیوں کو دیوبند، سہارنپور اور تھانہ بھون کی طرف بھیجنا شروع کیا۔ جماعتیں تھانہ بھون کے ماحول اور آس پاس کام کرتی رہیں، اطراف و اکناف سے آنے والے مولانا اشرف علی تھانوی صاحب سے جماعتوں کی کارگزاری، ان کے طرز واصول اور ان برکات کا ذکر کرتے جوان کے گشت و قیام سے ان مقامات میں نظر آنے لگے تھے۔ مولانا اشرف علی تھانوی کو پہلے بڑا شبہ اس میں تھا کہ جب ان علماء کرام کو جنہوں نے آٹھ آٹھ دس دس برس مدرسوں میں تعلیم پائی تھی تبلیغ دین میں پوری کامیابی نہیں ہوتی بلکہ صدہا اور نئے فتنے کھڑے ہو جاتے ہیں تو یہ کاہل میواتی بغیر علم وتربیت کے اتنا نازک کام کیسے کریں گے؟ لیکن ان میواتیوں کے عملی کام اور قرب و جوار کی متواتر خبروں اور تصدیقوں سے اور پھر ان کی آمد کی برکات کو خود ملاحظہ کرنے سے آپ کو اس کا اطمینان ہوا۔ چنانچہ ایک موقع پر جب مولانا محمد الیاس صاحب نے اس طرز کے متعلق کچھ گفتگو کرنی چاہی تو مولانا نے فرمایا کہ دلائل کی ضرورت نہیں، دلائل تو کسی چیز کے ثبوت اور صداقت کے لئے پیش کئے جاتے ہیں، میرا تو اطمینان عمل سے ہو چکا ہے۔ اب کسی دلیل کی ضرورت نہیں، آپ نے تو ماشاء اللہ یاس کو آس سے بدل دیا۔ (ایضاً ص93)

دیگر علماء کرام کو زبانی، تحریری ہر طرح سے اس کام پر آمادہ کرتے اور عملاً شرکت کے لئے ابھارتے رہے۔ آپ ہر فرد کو اس کام میں لگانے کے لئے بے قرار رہتے تھے۔ جب بھی کوئی اس کام میں شامل ہوتا تو اس کی شمولیت پر خوشی کا اظہار کرتے۔ کیوں کہ آپ کا اصل مقصد یہی تھا کہ لوگ اسلام سیکھیں اور سکھائیں۔ مولانا منظور نعمانی، مولانا محمد الیاس کی زبانی لکھتے ہیں:

''ہماری اس تحریک کا اصل مقصد ہے مسلمانوں کو ''جمیع مَا جَآءَ بِهِ النَّبِیُّ'' سکھانا (یعنی اسلام کے پورے علمی و عملی نظام سے امت کو وابستہ کر دینا) یہ تو ہے ہمارا اصل مقصد۔ رہی قافلوں کی یہ چلت پھرت اور تبلیغی گشت، سو یہ اس مقصد کے لئے ابتدائی ذریعہ ہے اور کلمہ و نماز کی تلقین و تعلیم گویا ہمارے پورے نصاب کی ''الف ُب ُت'' ہے۔'' (مولانا محمد منظور نعمانی: ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاسؒ، مدنی کتب خانہ، کراچی، سن ندارد، ص 31)

۱۹۴۰ء کے شروع میں میوات کے علاقے میں کام کافی مستحکم ہو چکا تھا۔ باہر سے بھی لوگ بستی نظام الدین آ کر فیض حاصل کرنے لگے تھے۔ اب ضرورت اس بات کی تھی کہ میوات سے باہر بھی جماعتیں بھیجی جائیں لیکن اس سے پہلے ایک بڑا جلسہ عام کیا گیا۔

''۸ تا ۱۰ر ذوالقعدہ ۱۳۶۰ھ مطابق ۲۸ تا ۳۰ر نومبر ۱۹۴۱ء کو نوح (ضلع گوڑگاؤں) میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا، میوات کی سرزمین نے انسانوں کا اتنا بڑا اجتماع کبھی نہیں دیکھا تھا۔ شرکائے جلسہ کی تعداد کا تحقیقی اندازہ ۲۰، ۲۵ ہزار کیا جاتا تھا۔ ان شرکاء میں بڑی تعداد ان لوگوں کی بھی تھی جو ۳۰، ۳۰ یا ۴۰، ۴۰ کوس پیدل چل کر اپنا سامان کندھے پر لاد کر آئے تھے۔ مفتی کفایت اللہ دھلویؒ نے اس جلسہ کے متعلق فرمایا کہ ''میں ۳۵ سال سے ہر قسم کے مذہبی اور سیاسی جلسوں میں شریک ہو رہا ہوں، لیکن میں نے اس شان کا ایسا بابرکت اجتماع آج تک نہیں دیکھا۔'' (مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ: مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت، ادارہ اشاعت دینیات، نیو دہلی، ۲۰۰۲ء، ص ۱۰۴، ۱۰۵)

نوح کے مدرسہ میں تو سالانہ جلسے ہوتے رہتے تھے۔ لیکن یہ جلسہ تبلیغی جماعت کا پہلا عام جلسہ کہا جاتا ہے۔ ۱۹۴۳ء میں جماعتیں کراچی بھیجیں گئیں۔ اس طرح مولانا محمد الیاسؒ کی زندگی میں میوات کے اضلاع میں کام مستحکم ہو گیا، سہارنپور، رائے پور، دہلی اور لکھنؤ کے علاوہ کراچی تک بھی جماعتیں جانا شروع ہو گئیں۔ دیارِ عرب میں کام کی کوششیں ہوئیں اور دعوت کا کچھ نہ کچھ تذکرہ وہاں بھی شروع ہو گیا۔ ۱۳ر جولائی ۱۹۴۴ء کو مولانا کا انتقال ہوا اور ان کے صاحبزادے مولانا محمد یوسف کاندھلوی ان کے جانشین بنے۔ محمد شاہد عادل مولانا طارق جمیل کی زبانی مولانا محمد الیاسؒ کی تبلیغی محنت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

''مولانا محمد الیاسؒ نے جب میواتیوں میں درس شروع کیا اور وہ مارتے تھے گالیاں دیتے تھے علماء کرام نے کہا کہ مولوی الیاسؒ نے علم کو ذلیل کر دیا، چونکہ کام وجود میں نہیں تھا کسی کو پتہ نہیں تھا، علماء کرام کہیں کہ یہ علم کی ذلت ہے مولانا الیاس نے کہا: ''ہائے میرا حبیب ﷺ تو ابوجہل سے مار کھاتا تھا میں مسلمان کی منت کر کے کیسے ذلیل ہو سکتا ہوں؟ میں تو اللہ تعالیٰ کے کلمہ کے لئے ذلیل ہو کر عزت حاصل کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ کے کلمے کے لئے ذلت بھی عزت ہے، یہ ذلیل ہونا نہیں ہے یہ عزت والا ہونا

ہے۔‘‘ (محمد شاہد عادل، اکابرین دعوت وتبلیغ کے ملفوظات، المیزان، لاہور، 2013، ص20)

تبلیغ کے میدان میں مشکلات کا سامنا ضرور ہو گا۔ مولانا سعید احمد خان بانیٔ تبلیغی جماعت مولانا محمد الیاسؒ کے بارے لکھتے ہیں کہ:

’’اسی طرح سے ہم نے مولانا الیاس صاحب کا زمانہ کچھ سنا، کچھ دیکھا وہ بھی کسی قدر ابتلاء و امتحانات کا معلوم ہوتا تھا۔ لوگوں کا عام استقبال نہ تھا اور شاید ہی تین دن کے لئے کوئی نکلتا تھا۔ تعریف کرنے والے خال خال، بدظنی کرنے والے اکثر۔ یہاں تک کہ علماء کرام بھی مایوسی دلاتے تھے یا اس کام پر اشکالات کرتے تھے اور بہت سے اعتراضات کرتے تھے۔ جماعتوں کا نہ تو استقبال تھا نہ کھانے کی دعوت، بلکہ اپنی مسجدوں میں ان کا ٹھہرنا بھی ناگوار سمجھتے تھے۔‘‘ (سعید احمد خان، مولانا، تبلیغی کام کے اہم اصول، ص30)

تبلیغی جماعت کے دوسرے امیر مولانا محمد یوسفؒ منتخب کئے گئے اس وقت حالات بہت خراب تھے مگر مولانا محمد یوسفؒ نے کام کو وسعت دینے کی منظم اور بھرپور کوششیں کیں، یہ سوچا گیا کہ دوسرے ملکوں میں داعی بن کر جانے کی صلاحیت یوپی کے مسلمانوں میں ہے، یوپی کے مسلمانوں میں کام کے فروغ کی دو صورتیں تھیں، ایک یہ کہ علماء کرام کو اس کام میں شریک کیا جائے اور دوسرے انگریزی تعلیم یافتہ حضرات کو کام میں لگایا جائے۔ علماء کرام کو شریک کرنے کے لئے مظاہر العلوم سہارنپور اور دارالعلوم دیوبند سے تعاون حاصل کیا جائے۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت عبدالقادر رائے پوریؒ اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ نے سرپرستی کی تو ان کے شاگرد اور معتقدین اس طرف متوجہ ہوئے اور کام آگے بڑھا۔ انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ میں نفوذ کے لئے یہ طے کیا گیا کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کو ہدف بنا کر کام کیا جائے۔ علی گڑھ میں مولویوں کی بات کون سنے گا؟ اس پر غور اور مشورہ کے بعد طے کیا گیا کہ ضلع بلند شہر کے پٹھانوں کو اس کام میں شریک کیا جائے۔ ان لوگوں کی شرکت سے یونیورسٹی کے طلبہ اور اساتذہ اس کام میں شریک ہو گئے۔ اس طرح تبلیغی کام میں بڑی تیزی کے ساتھ ترقی ہوئی۔ مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ نے سرزمین حجاز میں تبلیغ کے کام کو تیز کر دیا۔ اسی طرح لندن اور دیگر برطانوی شہروں مانچسٹر، بریڈفورڈ، گلاسکو، برمنگھم وغیرہ میں جماعتیں نکلنی شروع ہو گئیں۔ جاپان اور امریکا کے بہت سے مقامات پر کام باقاعدہ طور پر ہونے لگا۔

مولانا محمد یوسفؒ کی امارت کے ابتدائی حصے میں تقسیم ہند کے فسادات کے نتیجے میں بہت سے لوگ مرتد ہونے لگے۔ آپ نے ان کو دوبارہ اسلام میں لانے کی غرض سے جماعتیں روانہ کیں۔ کام کو منظم اور وسیع کرنے کی کوششوں ہی کے سلسلے میں آپ نے یہ طریقہ بھی اختیار کیا کہ پاکستان کے تبلیغی مرکز رائے ونڈ کے اردگرد میواتیوں کو آباد کیا۔ اس وقت بھی بہت سے گاؤں میں بڑی تعداد میں میواتی موجود ہیں۔ ان تمام اقدامات سے آپ کی دوربینی اور بالغ نظری ظاہر ہوتی ہے۔ ان اقدامات کی بنا پر آپ کے دور میں تبلیغی جماعت ایک منظم عالمگیر تحریک بن گئی۔

دین کا کام مشکلات کے بغیر نہیں ہوتا ہے اگر مشکلات نہیں جھیلنی ہے تو کامیابی حاصل نہیں ہوتی ہیں۔ جس طرح رسول خدا نے تبلیغ کے آغاز سے لے کر اپنی وفات تک تبلیغ کے میدان میں تکالیف اور مشکلات کا سامنا کیا، اسی طرح تبلیغی جماعت کو بھی جماعت کے قیام سے اب تک مشکلات کا سامنا ہوا۔ جیسے آج کل پاکستان کی پنجاب حکومت نے صوبے بھر کے تعلیمی اداروں میں تبلیغی جماعت کے تبلیغ اور قیام پر پابندی عائد کر دی ہے۔ تفصیلات کے مطابق سانحہ باچا خان یونیورسٹی کے بعد پنجاب حکومت کی جانب سے صوبے بھر کے تعلیمی اداروں کے لئے سیکورٹی پلان تشکیل دینے کا عمل کیا۔ اس حوالے سے پنجاب حکومت نے تعلیمی اداروں کی حدود میں مساجد میں خطبات انتظامیہ کی منظوری سے دینے کی پابندی عائد کرنے کے ساتھ ساتھ تبلیغی جماعت پر یونیورسٹیز کی حدود میں تبلیغ کرنے پر بھی پابندی عائد کر دی ہے۔

اس حوالے سے کالم نگار خورشید ندیم لکھتے ہیں کہ: ’’چوہدری شجاعت حسین تبلیغی جماعت کے دفاع میں دور کی کوڑی لائے، فرمایا: یہ اسلام کی خلاف بین الاقوامی سازش ہے۔ یہ غیر مسلم قوتوں کا کیا دھرا ہے۔ معلوم ہوتا ہے چوہدری صاحب دو عشروں سے داخلی سیاست میں کچھ اس طرح مصروف رہے ہیں کہ انہیں خارج کی خبر نہیں رہی۔ تبلیغی جماعت پر تو نائن الیون کے بعد بھی امریکا میں پابندی نہیں لگی۔ امریکا کی اکثر غیر مسلم ملک میں بھی نہیں۔ یہ اعزاز صرف مسلم ممالک کو حاصل ہوا کہ انہوں نے تبلیغی جماعت پر پابندی عائد کی ہے۔ ۲۰۰۷ء میں میرا امریکا جانا ہوا۔ اس سفر میں، میں یوٹا ریاست کے شہر سالٹ لیک سٹی میں بھی

گیا۔ جمعہ کا دن آیا تو مجھے مسجد کی تلاش ہوئی۔ معلوم ہوا یہاں ایک ’’مسجد خدیجہ‘‘ ہے۔ میں نماز کے وقت سے پہلے وہاں پہنچ گیا۔ مسجد میں ادھر ادھر گھومتے پھرتے ایک الماری دیکھی جس میں قرآن مجید کے ساتھ تبلیغی نصاب بھی موجود تھا، ایک رجسٹر بھی رکھا تھا۔ کھول کے دیکھا تو اس میں اردو، انگریزی میں ان لوگوں کے نام لکھے تھے جنہوں نے گشت پر نکلنے کا ارادہ کیا تھا۔ اس مسجد میں دنیا کے ہر خطے کے مسلمان نماز پڑھتے ہیں جو اس شہر یا قرب و جوار میں آباد ہیں۔‘‘ (خورشید ندیم، تبلیغی جماعت پر پابندی، مشمولہ، دنیا، روزنامہ، ۱۳؍فروری ۲۰۱۶ء)

نتائج:

اللہ تعالیٰ کے کاموں اور رضامندی کے لئے جتنی مشکلات کا سامنا ہو، ان پر صبر کیا جائے، یہاں تک کہ کسی سے اس کا شکوہ بھی نہیں کرنا چاہیے، جیسے سرور کونین ﷺ نے کفار مکہ کی زیادتیوں اور تعذیب کو صبر کے ساتھ برداشت کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی مدد کی اور وہ اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ مبلغ کو چاہئے کہ دعوت کے کام میں کتنی مشکلات کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے اسے اپنا مقصد نہیں چھوڑنا چاہئے۔ کفار مکہ نے حضور ﷺ کو طرح طرح ستایا اور تکالیف پہنچائیں تاکہ وہ اپنے مشن سے باز آجائیں، لیکن رسول خدا ﷺ نے اپنا مشن نہیں چھوڑا۔ یہ بات سامنے آئی کہ تبلیغی جماعت والوں پر آپ ﷺ کی طرح مشکلات تو نہیں آئیں لیکن تبلیغ اسلام کے معاملے میں مشکلات کا سامنا ضرور ہوا۔ تبلیغی جماعت والوں کو بھی جو مشکلات درپیش آتی ہیں، انہیں صبر کے ساتھ برداشت کرتے ہیں۔ مخالفین کی طرف سے دی گئی تکالیف کو بھی صبر سے برداشت کرتے ہیں، سفر اور مالی مشکلات بھی برداشت کرتے ہیں۔ بعض مبلغین ایسے ہیں جن کے پاس پیسے نہیں ہوتے ہیں یا ہوتے ہیں مگر کم ہوتے ہیں۔ تو وہ انہی پیسوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور بھوک پیاس برداشت کرتے ہیں۔ سفر کی مشکلات برداشت کرتے ہیں کبھی پیدل بھی چلتے ہیں۔ اسی طرح مخالفین کے اعتراضات کو نہ صرف برداشت کرتے ہیں، بلکہ صبر و تحمل کے ساتھ ان کے اعتراضات کا جواب دیتے ہیں۔

☆☆ .... ☆☆

حافظ غلام یاسینؒ، چناب نگر

جناب غلام یاسین کبیر والا کے علاقہ چتروڑ گڑھ کے قریب کے رہنے والے تھے۔ ۱۹۷۴ء میں جب چناب نگر (ربوہ) کھلا شہر قرار دیا گیا اور ۱۹۷۵ء میں ’’لوانکم اسکیم‘‘ کے تحت مسلم کالونی معرض وجود میں آئی۔ جس میں نو کنال کا پلاٹ مسجد کے لئے رکھا گیا۔ مجلس نے ’’محکمہ ہاؤسنگ‘‘ کی شرائط کو پورا کیا، تو یہ پلاٹ مجلس تحفظ ختم نبوت کو الاٹ ہوا۔ مجلس چنیوٹ کے ذمہ دار جناب شیخ منظور احمد نگران مقرر ہوئے عارضی چھپرا مسجد بنائی گئی۔ پھر مولانا تاج محمودؒ اور مولانا محمد اشرف ہمدانیؒ کی مساعی جمیلہ سے آٹھ کمروں کا بلاک بنایا گیا اور جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی میں تعمیر ہوئی۔ مسجد کے لئے خادم اور مؤذن کی ضرورت تھی۔ جناب حافظ غلام یاسین تشریف لے آئے، خادم مسجد سے خدمات کا آغاز کیا۔ شیخ منظور احمدؒ کی وفات کے بعد تعمیرات کی نگرانی اور اس کا حساب و کتاب حافظ غلام یاسین کے سپرد ہوا۔ پھر تعمیرات کا وسیع و عریض سلسلہ شروع ہوا تو حافظ غلام یاسین کی صلاحیتیں نکھر کر سامنے آئیں، آپ نے ایک ایک پائی کا حساب رکھا۔ جب مدرسہ ختم نبوت کا آغاز ہوا تو علاقہ کے چھوٹے چھوٹے بچے جو قرآن پاک پڑھنے کے لئے آتے تو طے ہوا کہ انہیں اسکول کی بنیادی تعلیم دی جائے تو حافظ غلام یاسین خادم و مؤذن کے ساتھ ساتھ مدرس کے فرائض بھی سرانجام دینے لگے۔ اللہ پاک کی قدرت دیکھئے کہ خادم سے مؤذن، مؤذن سے مدرس پھر آگے چل کر محاسب بھی بنا دیئے گئے اجلی سیرت، اجلا حساب و کتاب، مرنجان مرنج مزاج و طبیعت کے مالک انسان تھے، ان سے سالہا سال کا تعلق تھا۔ مدرسہ کی تمام اشیاء کی دیکھ بھال، انتظام و انصرام غرضیکہ بہت ہی دیانت داری کے ساتھ سرانجام دیتے رہے، کچھ عرصہ سے شوگر کے مریض چلے آرہے تھے۔ شوگر نے گھن کی طرح انہیں کھانا شروع کر دیا تھا۔ ڈاکٹروں کے مشوروں پر بہت کم عمل کرتے۔ نقصان یہ ہوا کہ صحت گرتی چلی گئی، یہاں تک آبائی علاقہ میں آگئے اور بستر کے ساتھ لگ گئے۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ جب صحت بہت ہی گر گئی تو کہا کہ مجھے چناب نگر پہنچا دو، یہاں دل نہیں لگ رہا تو چناب نگر پہنچا دیئے گئے۔ یہاں تک ۱۳؍دسمبر ۲۰۲۴ء کو روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ گیارہ بجے قبل از دوپہر مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ کی امامت میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور ان کی میت کو آبائی علاقہ بھاون شاہ کبیر والا پہنچایا گیا۔ مغرب کی نماز کے بعد علاقہ میں نماز جنازہ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی امامت میں ادا کی گئی۔ جنازہ میں مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا حافظ محمد انس، جناب عزیز الرحمٰن رحمانی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا خالد محمود، مولانا سعید وقار، مولانا عبدالستار گورمانی، قاری عبیدالرحمٰن، مولانا توصیف احمد اور مولانا قاری محمد اصغر سمیت سینکڑوں افراد نے شرکت کی اور انہیں ان کے آبائی قبرستان چاہ جھنڈے والا میں سپرد خاک کیا گیا۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

تلمیذِ شیخ الہند حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کا

ایک عظمت افروز واقعہ

جناب جمیل مہدی

سردی کی ایک شام بلکہ رات کو، کیونکہ سات بجے رات ہی ہوجاتی ہے۔ ہم دو آدمی از ہر شاہ قیصر مرحوم اور میں۔ لاہور جانے کے لئے دیوبند کے اسٹیشن پر پہنچے تو وہاں ہم نے مولانا (عبید اللہ) سندھی کو پلیٹ فارم پر کھڑے ہوئے دیکھا۔ میں نے سلام کیا تو وہ اس طرح خالی نظروں سے مجھے دیکھنے لگے، جیسے پہچانتے تک نہیں، ان کی بے نیازی اجنبیت سے مجھے اتنا صدمہ پہنچا کہ میں آگے بڑھ گیا، اِدھر اُدھر دھیان بٹانے کی کوشش کی لیکن آزردگی دور نہیں ہوئی۔ میں نے چور نظروں سے دیکھا تو وہ پلیٹ فارم کے اس سرے سے اس سرے تک ٹہل رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ گھنٹی بج گئی، جو ٹرین کے قریب ترین اسٹیشن سے چھوٹنے کے بعد بجتی ہے، گھنٹی کی آواز سنتے ہی وہ پلیٹ فارم کے باہر چلے گئے، لیکن دو تین منٹ بعد میں نے دیکھا کہ واپس چلے آرہے ہیں، اس بار وہ سیدھے ہماری طرف آئے اور پوچھا: ''کہاں جار ہے ہو؟'' میری آزردگی اس وقت تک باقی تھی، میں نے بے رُخی سے کہا: لاہور جارہے ہیں۔ ''کتنے پیسے ہیں تمہارے پاس؟'' ۲۵ روپیہ ہیں۔ میں نے مختصراً جواب میں کہا: ''ایک ٹکٹ لاہور کا اور لے آؤ!'' میں بھاگ کر ٹکٹ لے آیا تو انھوں نے یہ تک نہیں پوچھا کہ ٹکٹ لے آئے یا نہیں، بلکہ اب وہ بدستور مخدوم اور میں خادم بن گیا۔ یہ بستر اٹھاؤ، اسے یہاں رکھو، یہاں بیٹھو! ریل چل پڑی تو انہوں نے بڑی گہری نظر سے مجھے دیکھ کر کہا۔ ''برا مان گیا تُو؟'' اس کے بعد کہنے لگے کہ: ''مجھے لاہور جانا تھا، لیکن میرے پاس پیسے نہیں تھے، اتنے پیسے بھی نہیں تھے کہ ایک آنہ دے کر تانگہ میں اسٹیشن آجاتا لیکن لاہور تو مجھے جانا تھا، میں نے خطوط لکھ دیئے تھے کہ میں اسی ریل سے آرہا ہوں، اس لئے میں نے بستر کندھے پر رکھا اور اسٹیشن آ گیا۔ انقلابیوں کا کوئی کام پیسے کی وجہ سے نہیں رکتا۔ میرے سامنے سوال ہی نہیں تھا کہ پیسے ہیں یا نہیں ہیں، یہ بات طے شدہ تھی کہ مجھے اس گاڑی سے جانا ہے۔ اس لئے میں اسٹیشن پر چلا آیا اور اس تلاش میں رہا کہ کوئی جانکار ملے تو اس سے ٹکٹ منگوالوں۔ لیکن پلیٹ فارم پر اِس سرے سے اُس سرے تک ڈھونڈھنے کے باوجود کوئی واقف کار نظر نہیں آیا، یہاں تک کہ گھنٹی بج گئی تو میں پلیٹ فارم سے باہر جا کر بھی دیکھ آیا۔ کوئی نہ ملا تو مجبوراً تجھ سے ہی ٹکٹ لانے کو کہا۔ کافی دیر تک پس وپیش میں رہا کہ تجھ سے کہوں یا نہ کہوں اور یہ بھی سوچتا تھا کہ تیرے پاس پیسے ہوں گے بھی یا نہیں ہوں گے۔''

میری عمر ہی کیا تھی، یہ غالباً 1941ء کی بات ہے، لیکن اتنی بات تو جانتا ہی تھا کہ: اس بے سروسامانی کی بات وہ کر رہا ہے، جو ہندوستان کی جلاوطن حکومت کا وزیر داخلہ رہ چکا ہے، جو افغانستان میں وزیر خارجہ اور ترکی میں افغانستان کا سفیر تھا اور جو روس میں اشتراکی لیڈروں کا ہم نوالہ اور ہم پیالہ رہ چکا تھا۔ لیکن اب وہ کہہ رہا تھا کہ: اس نے بستر کندھے پر رکھا اور اسٹیشن آ گیا، کیونکہ اصل مسئلہ لاہور پہنچنے کا تھا یہ کوئی بات ہی نہ تھی کہ پیسے ہیں یا نہیں ہیں۔

لیکن ابھی حیرانی ختم کہاں ہوئی تھی کیونکہ اصل حیرانی تو اس وقت شروع ہوئی جب سہارن پور کا اسٹیشن گزرتے ہی ہر اسٹیشن پر ملاقاتی ملنے شروع ہوئے اور چھوٹے سے چھوٹے اسٹیشن پر بھی ایک ہجوم پہلے سے منتظر دکھائی دیا۔ جو مولانا سندھی کا نعرہ بھی کبھی کبھار لگا دیتا۔ اسی میل ملاقات کے درمیان انبالہ کا اسٹیشن آیا تو وہاں غیر معمولی مجمع تھا اور اس مجمع میں سب سے ممتاز شخصیت نواب غلام بھیک نیرنگ کی تھی، جنہوں نے مولانا سے مصافحہ کرتے ہوئے ایک پتلا لفافہ ان کے ہاتھ میں دیا تو انھوں نے اسے بائیں ہاتھ دوسری اور تیسری انگلی کے درمیان پکڑ لیا اور جالندھر تک تو مجھے یاد ہے، کہ وہ اس لفافہ کو اسی طرح پکڑے رہے اور اس درمیان ہر اسٹیشن پر لوگ ان سے ملنے اور ان کا استقبال کرنے کے لئے آتے رہے۔ اس کے بعد نیند آ گئی، اس لئے

کچھ یاد نہیں کہ کیا ہوا، لیکن اتنا یاد ہے کہ صبح سویرے لاہور اسٹیشن آیا تو وہ لفافہ اسی طرح ان کی انگلیوں میں پھنسا ہوا تھا۔ اسٹیشن پر ان کے استقبال کرنے والوں کا سب سے بڑا ہجوم تھا، جن لوگوں کی صورتیں اب تک یاد ہیں، ان میں میاں افتخار الدین، غلام رسول مہر، عبد المجید سالک، مولانا ظفر علی خاں، ان کے صاحبزادے اختر علی خان، شیخ حسام الدین، مولانا مظہر علی اظہر، مولانا داؤد غزنوی، شورش کشمیری اور درجنوں دوسرے لوگ تھے، اتنا ہجوم تھا کہ بیسیوں آدمی ہمارے اور ان کے درمیان حائل ہو گئے۔

یہاں تک کہ خود انھوں نے ہی اِدھر اُدھر دیکھ کر کہا: ”دولڑکے ہمارے ساتھ تھے؟“ ”جی ہم یہاں ہیں!“ ازہر شاہ قیصر نے کہا۔ اس آواز پر وہ ہماری طرف متوجہ ہوئے تو لوگوں نے اِدھر اُدھر دب کر راستہ بنا دیا۔ ہم قریب پہنچے تو انہوں نے وہ لفافہ میری طرف بڑھایا: ”دیکھو اس میں کیا ہے؟“ میں نے دیکھ کر کہا: اس میں نوٹ ہیں۔ سو (100)، سو (100) روپے کے پانچ نوٹ ہیں۔ ”رکھو! جی“ جی! میں گھبرا گیا۔ ”یہ آپ رکھئے، یہ بہت زیادہ ہیں۔“ ”ہم گولی مار دیں گے۔“ انھیں واقعی جلال آ گیا۔ ”بچہ ہے۔“ کئی آدمیوں نے ان کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔ ”بچہ نہیں! کوڑ مغز ہے، بے ادب، سارے راستے سمجھاتا آیا ہوں کہ بڑوں کا حکم بے چون و چرا مان لینا چاہئے۔ ساری تعلیم بے کار گئی۔ پہلا ہی اثر حکم عدولی کی صورت میں ظاہر ہوا۔“ میں دم بخود کھڑا رہ گیا وہ تو انقلاب زندہ باد، مولانا سندھی زندہ باد کے نعروں کی گونج میں رخصت ہو گئے اور مجھے زندگی بھر کے لئے سبق دے گئے:

”انقلابیوں کا کوئی کام پیسے کی وجہ سے نہیں رکتا۔ اصل کام یہ ہے کہ مجھے لاہور جانا ہے۔“ اور وہ لاہور اس طرح پہنچے کہ ان کے پاس تانگہ کے لئے بھی ایک آنہ نہیں تھا، لیکن سارے راستے بادشاہوں کی طرح استقبال ہوا۔ راستہ میں پیسہ ملا تو اس آدمی نے یہ تک نہیں دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں سو (100) سو (100) کے نوٹ ہیں یا ردی کاغذ ہیں اور جب معلوم ہوا تو اس خطیر رقم کو ردی کاغذوں کے پُرزوں کی طرح اس لڑکے کے ہاتھ میں دے کر رخصت ہو گیا، جس نے اس کے لئے پانچ روپیہ کا لاہور تک کا ٹکٹ خرید لیا تھا۔

جس زمانہ میں یہ واقعہ بیان ہو رہا ہے، اس زمانے میں پانچ سو روپیہ کی کوئی حیثیت نہیں لیکن 45 برس پہلے (بلکہ ۸۴ سال پہلے...) کے جس زمانے میں یہ واقعہ پیش آیا تھا، اس زمانہ میں سو (100) کے نوٹ کی اتنی بڑی قیمت تھی کہ اس کے بھنانے والے کو دستخط کرنے پڑتے تھے۔ بس وہ دن ہے اور آج کا دن، روپیہ پیسے کی پروا کبھی نہیں ہوئی، جو کام چاہا کر لیا جتنا بڑا کام چاہا اس میں ہاتھ ڈال دیا کبھی بھول کر بھی خیال نہیں آیا کہ پیسہ کہاں سے آئے گا۔ (بحوالہ: افکار و عزائم)

انتخاب:... مولانا محمد قاسم، کراچی

ضلع ملیر میں ختم نبوت کی بہاریں

کراچی، ملیر (رپورٹ: مولانا شاکر اللہ خیسوری) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر کے زیر اہتمام ۱۷ر جنوری ۲۰۲۵ء بروز جمعہ ضلع ملیر کے متعدد علاقوں میں ایک روزہ ختم نبوت بیانات کی ترتیب بنائی گئی۔ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے جمعہ کا بیان جامع مسجد مکہ گلشن حدید فیز 2 میں، بعد نماز مغرب جامع مسجد مدنی عبداللہ گوٹھ اور بعد نماز عشاء جامع مسجد مکہ لاشاری گوٹھ میں بیانات دیئے۔ مولانا محمد رضوان قاسمی مسئول ضلع شرقی نے بعد نماز مغرب جامع مسجد رحمۃ للعالمین شاہ لطیف ٹاؤن اور بعد نماز عشاء جامع مسجد کعب میں بیانات کئے۔ مولانا عبدالحئی مطمئن مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے جمعہ بیان جامع مسجد رحمانیہ، بعد نماز عصر جامع مسجد خدیجۃ الکبریٰ، بعد نماز عشاء جامع مسجد غوثیہ میں بیانات ہوئے۔ مولانا محمد عبداللہ چغرزئی مسئول ضلع کیماڑی کا بیانِ جمعہ جامع مسجد قبا میں، بعد نماز مغرب جامع مسجد الہدیٰ اور بعد نماز عشاء جامع مسجد علی معاویہ میں بیانات ہوئے۔ راقم الحروف شاکر اللہ خیسوری مسؤل حلقہ شمالی کراچی نے جمعہ میں جامع مسجد مدینہ، بعد نماز مغرب جامع مسجد امان، بعد نماز عشاء جامع مسجد خلفاء راشدین میں بیانات کئے۔ مولانا احسن ممتاز ذمہ دار حلقہ جہاں آباد کا بیانِ جمعہ جامع مسجد نورانی میں ہوا اور مولانا تنظیم اللہ کے نمازِ مغرب میں جامع مسجد مدنی یوسف گوٹھ، بعد نماز عشاء جامع مسجد صبغۃ اللہ میں بیانات ہوئے۔ اسی طرح مولانا محمد عبدالوہاب پشاوری نے بعد نماز مغرب جامع مسجد عمر بن خطاب میں بیان کیا۔ اللہ پاک تمام دوستوں کی محنت خصوصاً مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ مسئول عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر کی کوششوں کو اپنی بارگاہ عالیہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

ختم نبوت تربیتی وفکری نشست، لیاری کراچی

رپورٹ:.... مولانا محمد کلیم اللہ نعمان

الحمدللہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ملک کے طول وعرض میں اللہ پاک نے دعوت ایمان اور تحفظ ختم نبوت پروگرامات کے ایسے جال بچھائے ہیں کہ ختم نبوت کا پیغام اس دور میں ہر فرد تک الحمدللہ پہنچ چکا ہے۔ اس کی زندہ مثال ہمارے روز مرہ کے مشاہدات ہیں کہ الحمدللہ روزانہ کئی گھرانے، کئی افرادملعونِ قادیان مرزا غلام قادیانی پر لعنت بھیجتے ہوئے حلقہ بگوش اسلام ہو کر حضور خاتم النبیین علیہ السلام کے دامن سے وابستہ ہو رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں حلقہ لیاری کراچی کے مدارس اور مساجد میں ختم نبوت تربیتی وفکری پروگرام ترتیب دیئے گئے، جن کی مختصر روئیداد پیش خدمت ہے:

پہلا پروگرام: بروز ہفتہ جامع مسجد صابری میں مولانا طاہر امام جامع مسجد ہذا کی زیر صدارت بعد نماز مغرب ختم نبوت تربیتی نشست کا انعقاد کیا گیا جس میں مہمان خصوصی مرکزی مبلغ وراہنما مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ رب العالمین کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اس عظیم الشان جماعت کے ساتھ جڑنے کی توفیق نصیب فرمائی۔ ہمیں تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔

دوسرا پروگرام: اسی روز بعد نماز عشاء جامع مسجد نا گمان میں مولانا غلام اللہ کی زیر نگرانی ختم نبوت تربیتی پروگرام کا انعقاد کیا گیا جہاں یادگار اسلاف بزرگ عالم دین مولانا عبدالعزیز مدظلہ نے صدارت کرتے ہوئے نوجوانوں کو عقیدۂ ختم نبوت سے روشناس کیا۔ بعدازاں مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دنیا میں آنے والے انبیاء علیہم السلام میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں، اسی بناء ہم بھی آخری امت ہیں، قیامت کی صبح تک یہی امت چلے گی، اب کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا کیونکہ حضور خاتم النبیین ہیں، اس پیغام کو عام کرنا ہر مسلمان کا فرض اولین ہے۔ اس کاز کے لئے ہم محنت کریں گے تو محافظین ختم نبوت میں ہمارا نام بھی شامل ہو جائے گا۔

تیسرا پروگرام: بروز بدھ بعد نماز مغرب جامع مسجد اقصیٰ میں مولانا نثار احمد امام وخطیب جامع مسجد ہذا کی صدارت میں ختم نبوت تربیتی نشست منعقد ہوئی۔ مہمان خصوصی مولانا قاضی احسان احمد نے حاضرین مجلس سے بیان کرتے ہوئے کہا کہ دین متین سے اللہ پاک نے ہمیں جوڑا، یہ اللہ کا ہم پر احسان ہے، ہمیں اس امت میں پیدا کیا یہ ہم پر اللہ کا احسان ہے، ہمارے اس امت میں آنے کی وجہ سے جنت کا داخلہ آسان کیا یہ اللہ کا ہم پر احسان ہے، ہمیں بھی چاہئے کہ ہم سچے نبی کے سچے امتی بن کر وفاداری نبھائیں اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کردیں تاکہ روز محشر ہم ان کی شفاعت کے حقیقی مستحق بن سکیں۔

چوتھا پروگرام: بعد نماز عشاء جامع مسجد عیدگاہ نوالین میں مفتی عبدالمتین کی زیر صدارت تربیتی وفکری نشست کا اہتمام کیا گیا جس میں مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب فرمایا۔

پانچواں پروگرام: بروز بدھ بعدازا پروگرام علاقائی ائمہ وعلماء کا بھرپور اجلاس ہوا جس کی صدارت مولانا قاضی احسان احمد نے کی۔ اجلاس کے متعلق ابتدائی گفتگو لیاری ٹاؤن کے نگران مولانا نعیم اللہ نے کی۔ بعدازاں ماہنامہ لولاک، ہفت روزہ ختم نبوت رسالہ کی خریداری اور ماہانہ پروگرام سے متعلق ساتھیوں کو متوجہ کیا گیا۔ بھائی عبدالحفیظ سمیت دیگر نگران احباب نے بھی اجلاس میں شرکت کی، مولانا قاضی احسان احمد کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔

چھٹا پروگرام: جامعہ ترتیل القرآن عیدگاہ گراؤنڈ چاکی واڑہ نزد عبدالخالق ہال میں صبح دس بجے مولانا ساجد ناظم تعلیمات مدرسہ ہذا کی نگرانی میں منعقد کیا گیا، جس میں رابعہ تا تخصص کے طلباء شریک تھے، مہمان خصوصی مولانا قاضی احسان احمد نے ختم نبوت کورس چناب نگر سے متعلق ترغیبی گفتگو فرمائی جس بنا کئی طلبا نے اپنے ارادے لکھوائے۔

ساتواں پروگرام: لیاری کی مشہور ومعروف روحانی شخصیت، سابق امیر مرکزیہ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے شاگرد رشید، پیر طریقت مولانا یوسف افشانی مدظلہ کے ادارے مدرسہ نعمانیہ میں صبح گیارہ تا بارہ طلباء میں چناب نگر کورس سے متعلق بیان مولانا عبدالقدوس ناظم تعلیمات مدرسہ ہذا کی نگرانی میں ہوا۔ حضرت افشانی مدظلہ نے مولانا قاضی احسان احمد کا انتہائی شکریہ ادا کیا اور جماعتی کام سے متعلق کارگزاری سن کر قیمتی دعاؤں سے نوازا اور فرمایا کہ آپ حضرات سے قلبی تعلق ہمیشہ رہتا ہے اور تمام دعاؤں میں آپ حضرات کو یاد رکھتا ہوں تحفظ ختم نبوت کا کام میرے نزدیک بہت اہمیت کا حامل ہے۔ میرے شیخ و مرشد استاد محترم حضرت بنوریؒ نے ۱۹۷۴ء کی تحریک میں مجھے ہاتھ سے پکڑ کر لیاری بھیج کر فرمایا کہ اپنی اس قوم (بلوچ) کو اس کام کے لئے فکرمند کرو یہ غیور قوم ہے الحمدللہ! اس وقت سے یہاں اصلاحِ معاشرہ کی کوشش میں ہوں اللہ پاک جملہ مساعی قبول فرمائے بعد ازاں حضرت قاضی صاحب کی طرف سے کتاب ''فتنہ گوہر شاہی'' کا ہدیہ پیر صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ طلبا میں چناب نگر کورس کی بات چلائی۔ یہاں اکثر طلبا کورس کر چکے تھے، البتہ جنھوں نے اب تک کورس نہیں کیا تھا، انہوں نے عزم کیا۔

آٹھواں پروگرام: بروز جمعرات صبح گیارہ بجے جامعہ محمودیہ میرانا کہ میں شیخ الحدیث مولانا نورالحق کی زیر نگرانی چناب نگر کورس سے متعلق مولانا قاضی احسان احمد نے طلبا کی تشکیل کی، الحمدللہ! اس سال بھی ہمیشہ کی طرح کراچی سے طلبا کی ایک بڑی تعداد چناب نگر کورس میں شریک ہونے روانہ کے لئے ہوئی۔ اللہ پاک تمام احباب کی جملہ مساعی کو قبول فرمائے۔ ☆☆☆

''وہ چل بسے جنہیں عادت تھی مسکرانے کی''

عزیز القدر حافظ طاہر بلال چشتیؒ کے والد گرامی صوفی احمد بخش چشتی اور تایا چچا صوفی محمد بخش چشتیؒ دونوں خوش الحان ثناء و نعت خواں تھے۔ اول الذکر گویا مجلس تحفظ ختم نبوت ہی کے نعت خواں تھے۔ اگرچہ مجلس کے بزرگوں نے کبھی کسی نعت خواں کو رفیق سفر اور خادم نہیں رکھا۔ لیکن ملک عزیز کے تمام نعت خواں مجلس کے پروگراموں میں ثواب کی نیت سے شریک ہوتے رہتے ہیں۔ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ اور چناب نگر میں شاعر ختم نبوت سید امین گیلانیؒ، شاعر انقلاب مرزا غلام نبی جانبازؒ، سائیں حیات پسروریؒ ہماری پوری جماعت کے بزرگوں کے ساتھی اور خدام تھے ہی ایسے ہی جناب صوفی حفیظ جالندھریؒ کانفرنسوں میں مستقل طور پر شریک ہوتے لیکن صوفی احمد بخش چشتی تو چناب نگر اور چنیوٹ کانفرنسوں کے علاوہ بھی مجلس کے چھوٹے بڑے پروگراموں میں ثواب کی نیت سے شرکت فرماتے۔ جناب صوفی احمد بخشؒ ربوہ کھلا شہر قرار دیئے جانے کے بعد عیدین کے موقع پر بھی شرکت فرماتے، ان کا مولانا خدا بخشؒ کے ساتھ یارانہ تھا۔ مولانا موصوف خطیب اور صوفی احمد بخش حمد و نعت سناتے۔ عزیزم حافظ طاہر بلال چشتیؒ موجودہ نعت خوانوں سے علیحدہ مزاج رکھتے ہیں، اپنے والد ماجد کی طرح میری معلومات کے مطابق فیس طے نہیں کرتے اور نہ ہی رہائش، خوراک، چائے، بستر پر میزبان سے جھگڑتے۔ اس نوجوان میں یہ خوبی بھی تھی کہ سیدی و مرشدی حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب نوراللہ مرقدہ سے اصلاحی تعلق تھا۔ جہاں ملاقات ہوتی چاچا جی کہہ کر مسکراتے ہوئے ملتے۔ حضرت المرشد کی وفات کے بعد راقم نے حضرت والا کی یاد میں پروگرام رکھا۔ تشریف لائے، نعتیہ کلام پیش کیا۔ ۲۴، ۲۵/اکتوبر ۲۰۲۴ء کو منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں تشریف لائے۔ نعتیہ کلام پیش کیا وہ اپنی طرز کے خود موجد تھے۔ ۵/جنوری ۲۰۲۵ء کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے اس دنیا سے چلے گئے۔ ملتان جھنگ روڈ پر ملہو آنہ سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر ان کے والد نے چشتی ماڈل فارم کے نام سے مسجد و مدرسہ بنایا، اس کا نظام چلا رہے تھے، اللہ پاک اُن کی بال بال مغفرت فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

فیصل آباد جامعات کا شہر ہے۔ یہاں بڑے بڑے ادارے ہیں، جہاں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام کتب پڑھائی جاتی ہیں۔ راقم بھی آل پاکستان چناب نگر کورس کے سلسلہ میں ہر سال حاضر ہوتا ہے۔ امسال جامعہ دارالقرآن، جامعہ مدینۃ العلم، جامعہ فاروق اعظم، جامعہ اسلامیہ محمدیہ، جامعہ حسینیہ باب العلوم ڈھڈی والا میں بیانات ہوئے۔ جن کا تذکرہ گزشتہ اشاعت میں ہو چکا ہے۔

جامعہ عبیدیہ:

سیّدی و مرشدی حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی قبر مبارک پر حاضری اور فاتحہ پڑھی۔ جامعہ کے اساتذۂ کرام سے ملاقات کی اور انہیں کورس کی دعوت دی۔

دارالعلوم پیپلز کالونی، فیصل آباد:

دارالعلوم کے بانی مشہور تبلیغی بزرگ حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ تھے۔ آپ کی ساری زندگی دعوت و تبلیغ اور دینی علوم کی نشرواشاعت میں گزری۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے دوران مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ اور مولانا مفتی زین العابدینؒ، مولانا محمد اسحاق چیمہ، ۲؍جون ۱۹۷۴ء کو ڈنگہ اسٹیشن اتار لئے گئے۔ آپ جامعہ ڈابھیل کے فاضل، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا سید بدر عالم میرٹھیؒ، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے شاگردِ رشید تھے۔ جامعہ علوم اسلامیہ کی تعلیم سے فراغت کے بعد آپ کچھ عرصہ خانقاہ سراجیہ میں بھی حضرت ثانیؒ مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ کے دور میں استاذ رہے۔ فیصل آباد میں حضرت مولانا مفتی محمد یونس مرادآبادیؒ کی وفات کے بعد جامع مسجد کچہری والی میں خطیب ہے۔ ۱۹۶۲ء میں پیپلز کالونی نمبر ۲ میں دارالعلوم کی بنیاد رکھی۔

دعوت و تبلیغ ان کا میدان تھا۔ دعوت و تبلیغ کے ناطے پوری دنیا میں پھرنے، ہزاروں لوگوں کو راہِ راست پر لانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے مرکزی راہنماؤں میں سے تھے۔ جیسا کہ ابتدا میں ذکر کیا گیا کہ تحریک کے اجلاس میں راولپنڈی شرکت کے لئے جا رہے تھے کہ گاڑی سے اتار دیئے گئے۔ چنیوٹ اور چناب نگر کی کانفرنسوں میں شریک ہوتے رہے۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں دل و جان سے شریک رہے۔ صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم سے قریبی تعلق تھا۔ امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے نفاذ میں آپ برابر کے شریک رہے۔

غرضیکہ تمام دینی معاملات میں دعوت و تبلیغ ہو یا تحریک ختم نبوت یا تعلیم و تدریس، آپ کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ عرصہ سے صاحب فراش تھے کہ وقت موعود آن پہنچا کہ ۱۵؍مئی ۲۰۰۴ء کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزندانِ گرامی مولانا محمد یوسف ثانی نے دارالعلوم کا انتظام و انصرام سنبھالے رکھا۔ آج کل مولانا محمد یوسف ثالث دارالعلوم فیصل آباد کے مہتمم ہیں، آپ کی اجازت سے یکم جنوری کو سوا گیارہ سے پونے بارہ تک بیان ہوا۔ فیصل آباد کے مبلغ مولانا عبدالرشید غازی کی معیت حاصل رہی۔

جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ میں بیان:

جامعہ کے بانی شیخ الحدیث حضرت مولانا شیخ نذیر احمدؒ نے جو جامعہ خیر المدارس کے فاضل، خیر العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال، شیخ الحدیث مولانا علامہ محمد شریف کشمیریؒ کے شاگرد رشید تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے آبائی علاقہ روشن والا کے قریب جامعہ ربانیہ پھلور میں حاصل کی، علوم اسلامیہ کی تحصیل کے بعد حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ نے آپ کی تشکیل جامع نعمانیہ کمالیہ میں کر دی۔ حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کی وفات کے بعد جامعہ خیر المدارس ملتان کے مہتمم ثانی حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ انہیں جامعہ خیر المدارس میں لے آئے، آپ جامعہ خیر المدارس کے ممتاز اساتذہ کرام میں شمار ہوتے تھے۔ راقم نے ۱۹۷۴ء میں جامعہ خیر المدارس میں آپ سے منطق کی مشہور کتاب ”سلم العلوم“ بعد ازاں قصیدۂ بردہ شریف پڑھیں۔

دارالعلوم فیصل آباد کے بانی حضرت مولانا

مفتی زین العابدینؒ انہیں خیرالمدارس سے دارالعلوم میں لے آئے۔ آپ کی مشکوٰۃ شریف کا سبق کا پورے ملک میں طوطی بولتا تھا۔ آپ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ پر دل وجان سے فدا تھے، خیرالمدارس کے زمانہ میں آپ نے حضرت تھانویؒ کے کئی ایک مواعظ شائع کئے۔ آپ مجلس صیانۃ المسلمین کے نائب صدر اور وفاق مدارس العربیہ پاکستان کی عاملہ کے رکن رکین تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے آپ کے دروازے ہر وقت کھلے رہے۔ آپ چناب نگر کی کانفرنسوں میں نہ صرف شرکت فرماتے بلکہ طلبا کو شرکت کی اجازت مرحمت فرماتے۔ آپ جہاں رہے دھڑلے سے رہے۔ دارالعلوم فیصل آباد ایک عرصہ تک تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۸۳ء میں ستیانہ روڈ پر جامعہ امدادیہ کی بنیاد رکھی۔ آپ کی ہر دل عزیزی، مشن سے لگن، تدریس میں شہرت کی وجہ سے جامعہ امدادیہ چند سال میں ملک کی نامور جامعات میں شمار ہونے لگا۔ آپ کے جواں سال لائق و فائق فرزند ارجمند مولانا محمد مجاہدؒ کی المناک شہادت نے آپ کو خمیدہ کر دیا۔

راقم حضرت شیخؒ کی زندگی میں ہر سال چناب نگر کورس کے لئے طلبا کو دعوت دینے کے لئے جاتا تو خود اعلان فرماتے، نوجوان عالم دین بیٹے کی جدائی اور دیگر مصائب و آلام نے کمزور کر دیا تا آنکہ وقت موعود آن پہنچا، آپ نے ۳؍جولائی ۲۰۰۴ء کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا، آپ کی وفات کے بعد اس کے لائق و فائق فرزند ارجمند مولانا محمد طیب نے مسند اہتمام کو سنبھالا۔ یکم جنوری ۲۰۲۵ء کو راقم کا ظہر کی نماز کے بعد بیان ہوا، پچاس کے قریب ساتھیوں نے کورس میں شرکت کا ارادہ کیا۔

جامعہ عبداللہ ابن مسعودؓ خانپور کے سالانہ اجتماع میں شرکت:

جامعہ عبداللہ ابن مسعودؓ خان پور کے بانی شیخ الحدیث حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ تھے۔ آپ کے برادر خورد مولانا مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی نے آج سے ۳۷ سال پہلے مدرسہ کے سالانہ جلسہ و اجتماع کا آغاز کیا۔ ۳۷ سال سے ہر سال یہ اجتماع تین روز ہوتا ہے۔ جامعہ نے اپنا اعزاز برقرار رکھا ہوا ہے، جبکہ ملک بھر کے جامعات کے تین روزہ اجتماعات سکڑ کر ایک نشست پر مرکوز ہو گئے۔ اس اجتماع میں تمام دیوبندی جماعتوں کے قائدین ورا ہنما شریک ہوتے ہیں۔ اسی اجتماع میں ختم بخاری کی تقریب بھی منعقد ہوتی ہے۔ اسی اجتماع میں جامعہ کے فضلاء کی دستار بندی بھی ہوتی ہے اور فضلاء و حفاظ کو سندات دی جاتی ہیں۔ عرصہ دراز سے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض آپ کے فرزند نسبتی حضرت مولانا نسیم احمد صدیقی سرانجام دیتے چلے آرہے ہیں۔ اسٹیج سیکریٹری ہر خطیب سے پہلے ان کا تعارف اور ان کے لئے القاب کا استعمال وسعت ظرفی سے فرماتے ہیں۔ راقم بھی ہر سال اجتماع میں شریک ہوتا ہے۔ امسال یہ اجتماع ۳، ۴، ۵؍ جنوری ۲۰۲۵ء کے یخ بستہ دنوں میں منعقد ہوا۔ مدعوین کے خورونوش کا انتظام اسپیشل ہوٹل میں کیا جاتا ہے اور تمام علماء و مدعوین کو ان کے شایانِ شان طعام سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ مولانا مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی مدظلہ کے فرزند ارجمند مولانا محمد ارشد درخواستی نگرانی فرماتے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب کے حکم سے راقم ۴؍جنوری کو حاضر ہوا اور عشاء کی نماز کے بعد بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔ عمومی نگرانی مولانا اسعد درخواستی فرماتے ہیں۔

مدرسہ دارالقرآن کہروڑ پکا:

مدرسہ کے بانی ونجارہ برادری کے معروف عالم دین مولانا مفتی محمد اسماعیل ہیں۔ ان کے برادر خورد قاری محمد یعقوب ان کے دست و بازو ہیں۔ دورۂ حدیث شریف دونوں بھائیوں نے جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا سے کیا۔ اب خود دارالقرآن میں دورۂ حدیث شریف ہوتا ہے۔ دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ راقم نے ۵؍جنوری کو ظہر کی نماز کے بعد بیان کیا اور چناب نگر کورس میں شمولیت کی دعوت دی۔

جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا:

جامعہ کہروڑ پکا کا قدیم ادارہ ہے جس کے بانی مولانا مفتی عبدالرحمٰنؒ تھے، جناب ذوالفقار علی بھٹو کے زمانہ میں جب سندھ میں سندھی اور غیر سندھی تصادم ہوا تو موصوف سندھ کے دورہ پر تھے اور اس تصادم کی نذر ہو گئے۔

۱۹۷۲ء میں حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ نے جب جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کا نظم سنبھالا تو سینکڑوں طلبا نے کشاں کشاں جامعہ کا رخ کیا۔ حضرت حکیم العصر انیس سال تک مشکوٰۃ شریف کی تدریس فرما چکے تھے۔ جس کی ملک کے طول و عرض میں شہرت تھی۔ مشکوٰۃ شریف سمیت تمام اسباق میں سینکڑوں طلبا نے جامعہ میں داخلہ لیا۔ راقم نے

۱۹۷۵ء میں استاذ جیؒ کی مشکوٰۃ شریف کی تدریس میں مہارت کی شہرت سے متاثر ہوکر جامعہ اسلامیہ باب العلوم میں داخلہ لیا۔ ۱۹۷۶ء میں دورۂ حدیث شریف کا آغاز ہوا تو دورۂ حدیث شریف کی پہلی کلاس میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ استاذ جیؒ ان خوش نصیب علمائے کرام میں سے تھے جن کے شاگرد محدثین درجنوں میں ہیں۔ استاذ جیؒ سے پوچھا گیا کہ آپ کے شاگردوں میں شیوخ حدیث کتنے ہوں گے؟ استاذ جیؒ نے فرمایا ۷۲، راقم اس وقت موجود تھا۔ استاذ جیؒ جامعہ قاسم العلوم ملتان کے فاضل، دارالعلوم دیوبند کے سابق استاذ مولانا عبدالخالقؒ (المعروف حضرت صدر صاحب مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کے تلمیذ رشید تھے۔ فراغت کے بعد جامعہ قاسم العلوم کبیر والا میں تشریف لے گئے اور سالہا سال دارالعلوم میں پڑھاتے رہے۔ ۱۹۷۲ء میں جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کی انتظامیہ کی فرمائش پر آپ باب العلوم میں اپنے شاگرد اساتذۂ کرام کے ساتھ تشریف لائے۔ آپ کے آنے سے جامعہ باب العلوم واقعتاً جامعہ بن گیا۔ سینکڑوں طلبا پہلے سال سے شمع علوم نبویہ کے اردگرد جمع ہوگئے۔

۵/جنوری عصر سے پہلے ساڑھے تین سے چار بجے تک بیان ہوا۔ پچاس کے قریب طلبا نے چناب نگر کورس کے لئے نام لکھوائے۔ پروگرام کی نگرانی و اعلان جامعہ کے منتظم اعلیٰ مولانا حبیب الرحمٰن مدنی مدظلہ نے کیا۔

جامعہ ابوہریرہ میلسی:

جامعہ کے بانی و مہتمم مولانا غلام یاسین مدظلہ ہیں۔ مدرسہ تقریباً ایک ایکڑ زمین پر محیط ہے۔ دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ ۶/جنوری ۲۰۲۵ء صبح گیارہ بجے بیان ہوا۔

بھیرہ میں ایک روز:

بھیرہ دریائے جہلم کے کنارے ۵۷، ۷۲ طول بلد اور ۲۲.۳۲ عرض بلد پر واقع ہے۔ بھیرہ بہت قدیمی شہر ہے، جب سلطان محمود غزنویؒ نے کفرستان ہند پر تابڑ توڑ حملے کئے، یہاں کے راجہ رتی رائے نے اطاعت قبول کی پھر بدعہدی کی تو سلطان نے اسے فتح کرکے اسلامی سلطنت کا حصہ بنادیا۔

مغلیہ خاندان کا بانی ظہورالدین بابر ۱۵۱۹ء میں کلر کہار کے راستے بھیرہ آیا، شیرشاہ سوری نے ۴۵۔۱۵۴۰ء میں موجودہ بھیرہ کی بنیاد رکھی۔ موصوف ہر شعبہ میں انقلابی تبدیلیاں لائے اور شہر کے اردگرد پختہ فصیل بنوائی اور شہر میں داخل ہونے کے لئے آٹھ دروازے رکھے۔ جہانگیر اور شاہجہاں کے دور کی یادگار مساجد بھی ہیں۔ درمیان میں راستہ اور اطراف میں چھوٹے چھوٹے کمرے بھی ہیں۔

جامع مسجد بھیرہ:

بھیرہ شہر کو ۱۵۴۰ء میں شیرشاہ سوری نے ایک مرتبہ پھر آباد کیا۔ ایک خوبصورت مسجد تعمیر کی جو شہر کے جنوب میں فصیل سے باہر واقع ہے۔ لاہور کی عالمگیری بادشاہی مسجد جو جون ۱۸۵۶ء میں سکھوں سے واگزار ہوئی اور اس کے پہلے امام وخطیب مولانا قاضی احمد الدین بگویؒ مقرر ہوئے جب بھیرہ تشریف لائے تو جامع مسجد بھیرہ کی واگزاری کی کوشش کی۔ ۱۸۵۹ء میں مسجد واگزار ہوئی۔ موصوف کی مساعی جمیلہ سے تباہ حال مسجد پھر آباد ہوئی۔ آپ نے مسجد کے کچھ حصوں کی تعمیر نو کی اور کچھ حصوں کی مرمت کرائی۔ مسجد کی دیواریں ۱۸ فٹ اور ۲۷ فٹ چوڑی ہیں، جسامت ۸.۵۰x۵۰x۱.۵۰ ہے۔ شیرشاہی دور میں ۱۲۷.۶x۲۹.۵۰ ہے۔ مسقف ۱۹۶x۳۱x۲۹۷۶ مربع فٹ ایریا ہے۔ جامع مسجد بھیرہ تین دری ہے اور اس کے کونے میں کمرے موجود ہیں۔ پہلے مینار تھے۔ مولانا عبدالعزیز بگوی نے ۱۹۰۶ء میں تعمیر کرایا۔ شیرشاہ سوری نے ۱۵۴۰ء میں مسجد بنوائی۔ جامع مسجد بھیرہ کو خاندان بگویہ کے مولانا عبدالعزیز بگویؒ نے ترقی دی۔ ۱۹۰۵ء میں آپ نے جامع مسجد بھیرہ کی مرمت کرائی اور مسجد کو شمالی پنجاب کا مرکز بنایا اور مسجد کے قدیمی خدوخال کو بحال کیا۔ بعدازاں مولانا ظہور احمد بگویؒ خطیب مقرر ہوئے آپ نے تحریک پاکستان اور ختم نبوت کی تحریکوں میں کردار ادا کیا اور ۱۹۲۸ء میں مجلس مرکزیہ حزب الانصار کی بنیاد رکھی۔

نیز جامع مسجد بھیرہ میں دارالعلوم عزیزیہ قائم کیا، جس میں علوم وفنون کی تدریس کے لئے مایہ ناز اساتذہ علوم وفنون کی خدمات حاصل کیں۔ اس وقت ادارہ کی سربراہی مولانا ابرار احمد بگوی مدظلہ فرمارہے ہیں۔ ۸/جنوری ۲۰۲۵ء عصر کی نماز اس تاریخی مسجد میں ادا کی اور مولانا ابرار احمد بگوی سے ملاقات ہوئی۔ اس تاریخی مسجد کو دیکھنے کی دیرینہ خواہش تھی جو اللہ پاک نے پوری فرما دی۔ مغرب کی نماز کے بعد جامع مسجد تحصیل والی کے خطیب ہمارے پیر بھائی مولانا مفتی محمد فاروق مدظلہ ہیں، ان کی فرمائش پر مغرب کی نماز کے بعد تقریباً پون گھنٹہ بیان ہوا۔

مدرسہ حسنین کریمین نزد فیصل آباد لاہور بائی پاس سرگودھا:

مولانا محمد عثمان سلمہ ملتان کے مضافات کے رہنے والے ہیں، نئی آبادی میں مدرسہ قائم کیا ہے۔ ظہر کی نماز کے بعد بیان ہوا اور ان کے ظہرانہ میں شرکت کی۔ ظہرانہ میں مولانا مفتی شاہد مسعود، مولانا عبدالرشید، مولانا محمد خالد عابد سمیت کئی ایک حضرات شریک ہوئے۔

موتی مسجد بلاک ۲:

مسجد کے خطیب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرشید مدظلہ ہیں۔ عصر کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ دو سو سے زائد حضرات نے شرکت کی۔ صبح کی نماز کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے دفتر سے متصل جامع مسجد عمر فاروقؓ میں امام مسجد حافظ عبدالرحمٰن کی فرمائش پر بیان ہوا۔

بھلوال مرکز میں:

مرکز میں ''تذکرہ مجاہدینِ ختم نبوت'' کے عنوان پر سیمینار رکھا گیا۔ صدارت مرکز کے بانی، جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن لاہور کے خطیب مولانا محبوب الحسن طاہر نے کی۔ تلاوت ونعت کے بعد مقامی علماء کرام نے بیان فرمایا، بعدازاں راقم نے پون گھنٹہ سے زائد مجاہدین ختم نبوت اور ان کی خدمات پر بیان کیا۔ بھلوال سے موٹر وے کے ذریعہ چناب نگر کا سفر کیا۔ رات آرام و قیام مرکز ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں ہوا۔

خطبہ جمعہ:

۱۷؍جنوری کا جمعۃ المبارک کا بیان جامع مسجد خاتم النبیین مدرسہ سراجیہ نقشبندیہ شفقت ٹاؤن جہان خان بھکر میں ہوا۔ جس کے بانی بھکر کے بابا طوفانی جناب ڈاکٹر دین محمد فریدیؒ مجاہد ختم نبوت تھے۔ مدرسہ کا آغاز ستمبر ۲۰۱۰ء میں ہوا۔ جب کہ مسجد کا سنگ بنیادی ۲۰۱۴ء میں مجاہد تحریک ختم نبوت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم اور خانقاہ سراجیہ کندیاں کے سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ نے رکھا۔ مسجد و مدرسہ ڈیڑھ کنال (۳۰ مرلے) پر مشتمل ہے۔

ڈاکٹر دین محمد فریدیؒ کی ۶؍نومبر ۲۰۲۴ء کی وفات ہوئی۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے فاضل مولانا محمود حسن سلمہ نے نظام سنبھالا ہوا ہے۔ ۱۷؍جنوری جمعۃ المبارک کے خطبہ سے پہلے راقم نے پون گھنٹہ سے زائد معراج النبی اور عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان کیا۔

خانقاہ سراجیہ کندیاں میں حاضری:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ کا چند ماہ قبل دل کا آپریشن ہوا۔ راقم حاضر نہ ہوسکا جہاں خان بھکر مولانا محمود حسن فریدی کے جمعہ سے فارغ ہوکر خانقاہ شریف کا سفر کیا۔ ۱۸؍فروری صبح دس بجے حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں حاضری دی اور ان سے دعائیں لے کر مزاراتِ بزرگانِ نقشبندیہ پر حاضر ہوئے، جہاں کئی ایک بزرگانِ نقشبند آرام فرما ہیں۔ قبور پر آویزاں کتبوں، تاریخ پیدائش و وفات لکھی ہوئی تھیں (ضلعی مبلغ مولانا محمد ساجد اور مولانا محمود حسن فریدی کی رفاقت و معیت نصیب رہی) جو پیش خدمت ہیں:

مرقد پُرانوار قیوم زماں، مجدد دوراں، قطب ربانی محبوب سبحانی حضرت خواجہ ابوسعد احمد خان قدس سرہ تاریخ وصال ۱۲؍صفر ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۴؍مارچ ۱۹۴۱ء، حضرت موصوف خانقاہ سراجیہ کے بانی اور خانقاہ احمد سعید موسیٰ زئی شریف کے سجادہ نشین حضرت خواجہ سراج الدینؒ کے خلیفہ تھے اپنے شیخ کے نام خانقاہ قائم کی۔

حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ، خانقاہ سراجیہ کے بانی کے خلیفہ اور دوسرے سجادہ نشین تھے۔ موصوف فاضل دیوبند تھے۔ ۲۷؍شوال المکرم ۱۳۷۵ھ مطابق ۷؍جون ۱۹۵۶ء کو انتقال فرمایا۔ آپ کے دور میں خانقاہ سراجیہ میں سینکڑوں زائرین وذاکرین تشریف لاتے اور حضرت والا سے اللہ اللہ سیکھ کر اپنے دل کی دنیا کو آباد و شاداب رکھتے۔ آپ کی وفات کے بعد خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

شیخ المشائخ قطب الارشاد، امام الاولیاء خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے دور میں خانقاہ سراجیہ کو چہار دانگ عالم شہرت نصیب ہوئی۔ آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ۳۳ سال امیر رہے۔ امتناع قادیانیت آرڈی نینس کا نفاذ آپ کے دور میں ہوا۔ ۲۰؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ مطابق ۵؍مئی ۲۰۱۰ء کو انتقال فرمایا۔

حضرت صاحبزادہ حافظ محمد عابدؒ:

خانقاہ سراجیہ کے حضرت ثانی مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ کے فرزند ارجمند اور خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے

مرشدزادہ اورخادم تھے۔آپ نے اپنے مرشد کی خدمت کاحق ادا کردیا۔ ۲/فروری ۱۹۹۹ء کو انتقال فرمایا اور خانقاہ سراجیہ میں اپنے والد گرامی کے زیرسایہ مدفون ہوئے۔

مولانا صاحبزادہ رشید احمدؒ:

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے فرزند ارجمند اورمرکز سراجیہ لاہور کے بانی تھے۔ ۱۹/ربیع الثانی ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۵/نومبر ۲۰۲۱ء کوانتقال فرمایااورخانقاہ شریف کے بابرکات قبرستان میں محوِ استراحت ہیں۔

مولانا صاحبزادہ سعید احمدؒ:

یہ بھی خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے فرزند ارجمند تھے اور خانقاہ سراجیہ کے سیاسی امور کے انچارج ۱۵/صفر المظفر ۱۴۴۵ھ مطابق ۲/ستمبر ۲۰۲۳ء کوانتقال فرمایا اورخانقاہ میں مدفون ہوئے۔

مولانا قاری عبدالرحیم بہاولپوریؒ:

ایک عرصہ تک خانقاہ سراجیہ کی مضافاتی مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ۱۷/رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۶/دسمبر ۱۹۹۹ء وفات پائی اور خانقاہ میں مدفون ہوئے۔

قاری غلام رسول ہزارویؒ:

استاذالاساتذہ شیخ القراٗ تھے۔ قاری مفتاح الاسلام اور قاری مصباح الاسلام کے والدگرامی تھے۔خانقاہ میں مدفون ہوئے۔

مولانا الحاج حافظ احمد دین چیچہ وطنی:

چیچہ وطنی کے رہنے والے تھے حضرت ثانیؒ کے خلیفہ تھے۔ ۳/اپریل ۱۹۹۸ء کوانتقال فرمایا اورخانقاہ شریف میں دفن کیے گئے۔ یہ چند اہم شخصیات ہیں، جن کی تاریخہائے وفات درج کی گئی ہیں۔اللہ پاک تمام حضرات کی قبور مبارکہ کا بقعۂ نور بنائیں۔

مدرسہ اشرف العلوم ہرنولی:

۱۹۴۸ء میں اس کی بنیاد رکھی گئی۔اس کی نشاۃ ثانیہ امام اہلسنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ چکوال کے حکم پر آپ کے شاگرد رشید اور مرید مولانا محمد یعقوب الحسینیؒ نے ۱۹۷۹ء میں کی۔ مولانا محمد یعقوب بہادر انسان تھے۔ راجپوت فیملی سے تعلق تھا۔موصوف ابھی زیر تعلیم تھے کہ استاذ ومرشد کے حکم پر اس کا نظم سنبھالا۔آپ کے دور میں اس وقت کے رواج کے مطابق تین تین دن کے جلسے ہوتے تھے۔ جن سے مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا قاضی مظہر حسینؒ، مولانا عبداللطیف جہلمیؒ جیسے عمائدین خطاب فرماتے رہے۔ موصوف نے علماء حق کے نمائندہ ہونے کا حق ادا کر دیا، قادیانیوں اورروافض کو نتھ ڈالے رکھی۔

۲۱/اپریل ۲۰۰۴ء کو رحلت فرما گئے۔

آپ کی نماز جنازہ مرشد زادہ حضرت مولانا قاضی ظہور حسین اظہر مدظلہ کی امامت میں ادا کی گئی۔آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا فیض اللہ سلمہ فاضل جامعہ باب العلوم کہروڑپکا نے مدرسہ کا انتظام سنبھالا۔ان کے حکم پر مولانا محمد ساجد سلمہ مبلغ خوشاب و میانوالی کی معیت میں حاضری ہوئی۔ ۱۹/جنوری کو صبح گیارہ سے ساڑھے گیارہ تک بیان ہوا، مدرسہ میں رابعہ تک کلاسیں ہیں، رابعہ میں چار طالب علم زیر تعلیم ہیں، چاروں نے چناب نگر کورس میں شرکت کاارادہ کیا۔

جامعہ ام ہانی نور پور تھل:

۱۹/جنوری مغرب کی نماز کے بعد بخاری شریف کی اختتامی تقریب تھی۔جس میں علاقہ کی خواتین، بچیوں کے والدین نے شرکت کی۔ جامعہ کے مہتمم مولانا مسعودالحسنین مدظلہ کے حکم پر عالمات کی دینی ذمہ داری کے عنوان پر آدھ گھنٹہ خطاب ہوا۔ جامعہ اُم ہانی کا سنگ بنیاد مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ، سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں نے ۲۰۰۴ء میں رکھا۔ جامعہ پانچ کنال رقبہ پر محیط ہے۔ ۲۰۰ طالبات مسافر اور ۱۰۰ مقامی زیر تعلیم ہیں، ۱۴ معلمات ۴ معلمین تعلیم وتدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

نور پور تھل میں ختم نبوت کانفرنس:

۱۹/جنوری عشاء کی نماز کے بعد جامع مسجد خالد ابن ولید میں پہلی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔صدارت مولانا محمد ریاض نے کی۔ مولانا محمد ساجد اور راقم کے بیانات ہوئے۔ ایک سو کے قریب سامعین نے شرکت کی۔

ختم نبوت سیمینار:

۲۰/جنوری بعد نماز ظہر جامع مسجد خاتم النبیین قائد آباد میں تیسرا سالانہ ختم نبوت علماء سیمینار منعقد ہوا۔ صدارت مقامی امیر مولانا تنویر احمد نے کی، جبکہ تلاوت قاری خدابخش، نعت قاری وقار یونس نے پیش کی۔ ضلعی مبلغ مولانا محمد ساجد اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ مبلغین نے علاقہ میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے علماء کرام کی ذمہ داریوں

کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ علماء کرام کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت سمیت پورے دین اسلام کی حفاظت کریں۔

چک نمبر ۲۶ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس:

۲۰/جنوری مغرب کی نماز کے بعد کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس علاقہ میں حضرت مولانا محمد عبداللہ دھرم کوٹی تقسیم ہند کے بعد آباد ہوئے۔ موصوف مرشد العلماء حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خادم وخلیفہ مجاز تھے۔ آپ نے اپنے مرشد کے ذوق کے مطابق قادیانیوں کو نتھ ڈالے رکھی۔ اللہ پاک نے آپ کو چار بیٹوں سے سرفراز فرمایا، بڑے بیٹے مولانا عبدالرحیم تھے، جو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی صاحب قدس سرہ ”صاحب بذل المجھود“ کے شاگرد اور مظاہر العلوم کے فاضل تھے، دوسرے بیٹے حافظ عبدالرحمٰنؒ تھے۔ تیسرے فرزند ارجمند شیخ الحدیث مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی ہیں، جو بہاولپور کے کئی ایک جامعات میں بخاری شریف کا درس دیتے ہیں اور خانقاہ سیرانی شریف بہاولپور میں جامع مسجد قاسمی کے خطیب ہیں، بہت ہی قابل استاذ ہیں۔ چوتھے بیٹے چوہدری عزیز الرحمٰن تھے، جو بہاولپور غلہ منڈی میں آڑھت کی دکان کرتے رہے، اب ان کے فرزند دکان چلا رہے ہیں۔ مغرب کی نماز کے بعد ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جو رات گئے تک جاری رہی۔ صدارت مولانا عبدالرحیم دھرم کوٹی کے فرزند ارجمند چوہدری عبدالرشید نے کی۔ مقامی علمائے کرام کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے امیر مولانا نور محمد ہزاروی، ضلعی مبلغ مولانا محمد ساجد، بریلوی مکتب فکر کے مولانا محبوب احمد، محمد اسماعیل شجاع آبادی اور میانوالی کے صاحب طرز خطیب، مولانا محمد عثمان علی فاروقی نے خطاب کیا۔ علمائے کرام نے مولانا محمد عبداللہ دھرم کوٹی اور ان کے فرزندان کو عظیم الشان خدمات پر شاندار خراج تحسین پیش کیا کہ مولانا محمد عبداللہ اور فرزندان گرامی نے اپنے علاقہ میں بھرپور خدمات سرانجام دیں۔

جامعہ علوم شرعیہ، جوہر آباد:

جامعہ کے بانی مولانا عبدالجبار مدظلہ ہیں جو دعوت وتبلیغ کے محاذ پر اندرون و بیرون ملک عظیم الشان خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ جامعہ میں دورۂ حدیث شریف سمیت دیگر کلاسوں میں سینکڑوں طلبا کرام زیر تعلیم ہیں۔ ۲۰/جنوری صبح کی نماز کے بعد طلبا سے خطاب کیا اور چناب نگر کورس کی دعوت دی۔

تاجر سیمینار:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جوہر آباد کے زیر اہتمام ختم نبوت تاجر سیمینار منعقد ہوا۔ صدارت مقامی امیر مولانا مفتی حسین احمد نے کی اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا غلام مصطفیٰ نے سرانجام دیئے۔ سیمینار سے مفتی حسین احمد، ضلعی مبلغ مولانا محمد ساجد اور محمد اسماعیل شجاع آبادی و دیگر نے خطاب کیا۔ مقررین نے اسلامی قوانین، تجارت اور طریقۂ کار سے تاجروں کو آگاہ کیا۔ نیز تحریکہائے ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء میں تاجروں نے قادیانیوں کے ساتھ اقتصادی و عمرانی بائیکاٹ کر کے قادیانیوں کے دانت کھٹے کر دیئے اور قادیانیوں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔ مقررین نے تاجروں سے اپیل کہ کہ وہ آئندہ بھی قادیانی مصنوعات اور قادیانی عوام کے ساتھ لین دین نہ کر کے انہیں سوچنے پر مجبور کر دیں۔ پیلووینس میں اسلام قبول کرنے والوں کا خیر مقدم کیا گیا۔ بعد ازاں جوہر آباد سے جھنگ کا سفر کیا۔

معہد الفقیر الاسلامی جھنگ کے طلبا سے خطاب:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جھنگ کے مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے سلسلۂ نقشبندیہ کے نامور شیخ طریقت حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم کے قائم کردہ ادارہ معہد الفقیر الاسلامی میں معہد کے انچارج وشیخ الحدیث مولانا پیر حبیب اللہ نقشبندی سے ۲۰/جنوری عصر کی نماز کے بعد بیان طے کیا۔ چنانچہ مولانا عبدالحکیم کی معیت میں معہد الفقیر میں نماز عصر کے بعد بیان کیا اور طلبا کرام کو کورس میں شرکت کی دعوت دی، پچیس طلبا نے چناب نگر کورس میں شرکت کے ارادے کئے۔

جامع مسجد تقویٰ جھنگ سٹی:

جامع مسجد کے بانی مرشد العلماء حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز حضرت صوفی شیر محمدؒ تھے۔ معروف صحافی جناب محمود شام انہیں کے فرزند ارجمند ہیں۔ ۲۱/جنوری صبح کی نماز کے بعد معراج النبی کے عنوان پر پون گھنٹہ بیان ہوا۔ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے قریبی مسجد میں درس دیا۔ تقویٰ مسجد اور ملحقہ مدرسہ کا نظام حافظ بشیر احمد مدظلہ چلا رہے ہیں۔

لاڑکانہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مساعی سے

17 قادیانیوں کا قبولِ اسلام

رپورٹ:.... مولانا ظفراللہ سندھی

17/جنوری 2025ء اتوار کے روز لاڑکانہ کے علاقہ گابرمسن باڈھ کے رہائشی ماسٹر نوید مسن اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا ظفراللہ سندھی کی پُرخلوص محنتوں سے ایک گھرانے کے 17 افراد نے اسلام قبول کیا۔ یہ علاقہ مرزائیت زدہ ہے، جہاں پر قادیانیوں کی سرداری ہے، کچھ عرصہ پہلے قادیانیوں نے اپنی عبادت گاہ سے اسپیکر میں اذان دی، جس پر اہل علاقہ نے پولیس کو درخواست دی کہ قادیانی امتناعِ قادیانیت آرڈی نینس 1984ء کے تحت اپنی عبادت گاہ میں اذان نہیں دے سکتے۔ اسی طرح قربانی کے موقع پر قادیانیوں نے کھلے عام قربانی کی، جس پر وہاں کے مسلمانوں نے راقم الحروف سے رابطہ کیا۔ ان حضرات نے انتظامیہ سے کارروائی کا مطالبہ کیا۔ راقم نے وکلاء اور سرداروں سے رابطہ کیا، جس پر وہاں کی انتظامیہ نے تعاون کیا اور قادیانی عبادت گاہ کو سیل کردیا اور اس گاؤں کے چار لوگوں کو گرفتار کیا گیا، جس پر قادیانیوں نے اپنے نام نہاد خلیفہ مرزا مسرور احمد قادیانی کو ایک خط بھی لکھا۔ پیر شریف کے گدی نشین حضرت مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی دامت برکاتہم اس ساری صورت حال پر گہری نظر رکھے ہوئے ہیں، الحمدللہ! وہاں گاؤں کے بریلوی، دیوبندی اور دوسرے مسالک کی مشترکہ کاوشوں اور محنتوں سے کل 17 آدمیوں نے اس بات کا اقرار کرتے ہوئے کہا کہ ہم پر نہ کسی مسلمان کا دباؤ ہے، نہ ہی کسی انتظامیہ کا دباؤ ہے، نہ ہمیں گرفتاری کا خوف یا ڈر ہے، بلکہ ہم حق کو سمجھنے کے بعد اسلام کو قبول کرتے ہیں اور قادیانیت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق اس وقت اس گاؤں کے اور بھی بہت سارے لوگ قادیانیت کو چھوڑنے پر سوچ و بچار کررہے ہیں اور امید قوی ہے کہ رب کی رحمت اور مسلمانوں کی دعاؤں اور کاوشوں سے عنقریب گاؤں کے بہت سارے لوگ اسلام کو قبول کریں گے۔ اس وقت قادیانیوں کی عبادت گاہ کو سیل کردیا گیا ہے اور اس کا کیس عدالت میں چل رہا ہے، جس کی ہر ہفتے پیشی ہوتی ہے، جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے مولانا ظفراللہ سندھی مبلغ لاڑکانہ ہر پیشی پر پیش ہورہے ہیں اور وکلاء کی باڈھ سے مشاورت میں رہتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان نو مسلمین کو استقامت نصیب فرمائے اور باقی قادیانیوں کو اسلام قبول کرنے کی توفیق بخشیں۔ آمین۔

☆☆ .... ☆☆

افادات:

حضرت پیر ذوالفقار صاحب نقشبندی مدظلہ العالی

”تعبیر بتانا فتویٰ دینے کی مانند ہے“

خواب کا علم بھی مستقل ایک علم ہے۔ ہر بندہ خواب کی تعبیر کا علم نہیں رکھتا، اس لیے اسے زیب بھی نہیں دیتا کہ وہ خوابوں کی تعبیر بیان کرے۔ علماء کرام نے لکھا ہے کہ خواب کی تعبیر بتانا ایسا ہی ہے جیسے مفتی کا فتویٰ دینا۔ تو جیسے ہر بندہ فتویٰ نہیں دے سکتا، اسی طرح ہر بندہ خواب کی تعبیر بھی نہیں بتا سکتا۔ ہاں! اگر کسی کتاب میں سے تعبیر پڑھی ہو یا کسی عالم دین سے سنی ہو تو سبق کے طور پر سنا دینا الگ بات ہوتی ہے۔ کچھ لوگوں کو خواب کی تعبیر بتانے کا شوق ہوتا ہے۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ (سورہ یوسف کے ۱۰۱ فوائد ص:۵۱)

انتخاب:.... محمد رضی قاسمی

مجموعۂ کتب

حیات الانبیاء علیہم السلام

صفحات: تقریباً ۱۰۰۰۰۔ جلدیں: ۱۷۔ کل تعداد مشمولہ کتب: ۱۲۲

کل تعداد مصنفین: ایک سو کے لگ بھگ مشاہیر کے رشحات قلم، کمپوزنگ عمدہ، طباعت معیاری، کاغذ، پیکجز تعلیم، گلیز وسفید سائز ۲۳×۳۶×۱۶ جلد بیروتی طرز، لیمینیشن، پشتہ باجوڑ، طباعت واشاعت کی تمام خوبیوں کا مرقع، دلآویز، دلربا، دلنشین آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کا سرور، نظر پڑتے ہی دل موہ لینے والا مجموعہ کتب۔

پون صدی سے جس خزانہ تک رسائی مشکل تھی اب اتنی آسان کہ سبحان اللہ، معلومات کا بحر ذخّار، جس کا مدتوں سے انتظار تھا وہ لمحہ سعادت آن پہنچا، ہزاروں خوشیوں کا سامان کہ منتشر خزانہ یکجا ہو گیا۔

عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا گلدستہ دیکھنے میں خوشنما، سیٹ رکھنے اٹھانے میں خیر الامور اوسطہا کا مصداق، سیٹ گتہ پیک۔ رعایتی قیمت سیٹ: ساڑھے سات ہزار (۷۵۰۰ روپے) فقط۔ گویا لاگت، اس سے سستا ورعایتی اتنا بڑا کوئی اور سیٹ کہیں سے دستیاب ہونا مشکل بلکہ ناممکن، تجربہ شرط۔

مکتبہ سراجیہ لنشر الکتب الاسلامیہ
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

رابطہ کے لیے
جناب عزیز الرحمن رحمانی 03338827001
مولانا عتیق الرحمن سیف 03447121967